موسم

اور ہماری شریعت

احتیاطی تدابیر اور شرعی راہ نمائیاں

www.KitaboSunnat.com

تالیف
حافظ شبیر صدیق

تقریظ
فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

موسم

اور ہماری شریعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

تاسیس: مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ بنام "مسلمان کمپنی" 1921ء بانی و مدیر ہفت روزہ "مسلمان"

تجدید: مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ بنام "مسلم پبلی کیشنز" 1970ء بانی و سابق چیف ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے حدیث، لاہور

مسلم پبلیکیشنز

6 فرسٹ فلور ہادیہ حلیمہ سنٹر اردو بازار، لاہور

0322-4044013, 0312-4246740, 042-37310022, 042-37249678 ... 12

ہمارے کتب خانے اور مکتبے

کراچی
- دارالسلام، مین طارق روڈ 021-34393936 فضلی سنز، اردو بازار
- حرمین پبلی کیشنز 0333-3030804

لاہور
- دارالسلام 36 لوئر مال، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور۔ دارالسلام، ڈیفنس 042-35692610

اسلام آباد
- دارالسلام، F8 مرکز 051-2281513

فیصل آباد
- مکتبہ اسلامیہ، کوتوالی روڈ 041-2631204 مکتبہ اہلحدیث، امین پور بازار

گوجرانوالہ
- نعمانی کتب خانہ، اردو بازار حدیبیہ خالص پنسار سٹور، پیپلز کالونی 0321-6465366

راولپنڈی
- مکتبہ عائشہ اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک 051-5551014

گجرات
- دارالایمان، نزد فوارہ چوک 0314-4402110

سیالکوٹ
- الفرقان، بانو بازار متصل اردو بازار 052-4593662

کوئٹہ
- انصاری بک سٹال، موتی رام روڈ، کارنر پرنس روڈ 081-2826741

پشاور
- معراج کتب خانہ، قصہ خوانی، مکتبہ محمدیہ، گنج 0301-8828402

حیدرآباد
- رحمانیہ کتاب گھر، حیدرآباد ٹریڈ سنٹر، حیدر چوک 0333-3030804 مکتبہ بیت الحمد ریشمن سنٹر، لطیف آباد نمبر 8 حیدرآباد 0344-4473447

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسم

اور ہماری شریعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- عرض ناشر 13
- تقریظ 15
- موسم سرما سے متعلقہ احکام و مسائل اور احتیاطی تدابیر 17
  - موسمِ سرما موسم بہار کیسے؟ 18
  - موسم سرما سے متعلقہ بعض احکام 22
  - ایک ہی وضو 22
  - جرابوں یا موزوں پر مسح 22
  - علامہ ابن ترکمانی کی تحقیق 25
  - علامہ بدرالدین عینی حنفی کی تحقیق 26
  - محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق 26
  - حدیث ابوموسیٰ اشعری 26
  - محدث العصر ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق 27
  - حدیث انس بن مالک 27

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- جرابوں پر مسح کے قائلین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی 28
- آثارِ صحابہ 29
- آثارِ تابعین 30
- علامہ کاسانی کا دعوائے اجماع 31
- مروجہ جرابوں پر مسح کا جواز اور دعوائے اجماع کا ابطال 33
- میلی کچیلی جرابیں 34
- مسح کرنے میں ترتیب کا لحاظ 34
- پھٹی پرانی جرابوں پر مسح 35
- پگڑی پر مسح 35
- فرض غسل میں رخصت 36
- انتہائی سرد موسم میں گھر میں نماز 37
- ارکان نماز کی ادائیگی میں سہولت 38
- نماز میں منہ چھپانا 39
- گیس ہیٹرز کے سامنے نماز.....؟ 39
- مساجد کے دروازے اچھی طرح بند کریں 42
- ریشہ و بلغم 43
- مصافحہ کرنے سے گریز کرنا 44
- رہن سہن میں شرعی تدابیر 44
- گیس ہیٹرز کا استعمال 44

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- بچوں کو چادر میں لپیٹنا 46
- بسوں کے شیشے بند رکھیں 47
- آدھا دھوپ میں آدھا سائے میں 48
- گیس کمپریسر کا استعمال 48
- موسم سرما اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ 49
- موسمِ گرما سے متعلقہ احکام و مسائل 51
- موسم گرما کا لباس 52
- نماز کے لیے لباس 55
- کھیلوں کا لباس 57
- نہانے کا لباس 57
- پسینے کی بدبو 58
- موسم گرما اور رمضان 60
- ٹھنڈا پانی اور مشروبات 61
- گرمی کا بخار اور ٹھنڈا پانی 62
- موسم گرما اور دھوپ 63
- موسم گرما میں جانوروں سے حسن سلوک 64
- پرندوں کے لیے چھت پر پانی رکھنا 65
- پھوڑے اور پھنسیوں پر مسح 66
- واپڈا اہلکاروں کو گالی دینے سے گریز 68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- رات کے وقت دوسروں کے گھر جھانکنا 69
- بچوں کو گھروں میں بند کر دو 71
- برتن ڈھانک کر رکھو 72
- موسم گرما اور گندم کا عشر 74
- دنیا کی گرمی اور آخرت کی گرمی 75
- موسم گرما اور مزدور 78
- مزدوروں اور ملازموں کے حقوق 79
- میں یہ کام کیوں کروں؟ 79
- غلاموں اور عام مزدوروں یا خادموں میں فرق 81
- لفظ ''اجیر'' کی وسعت 81
- مزدوروں اور ملازموں سے حسن سلوک کا حکم 82
- اجرت بروقت ادا کرو 85
- حدیث میں پنہاں اہم اسباق 85
- ملازموں اور مزدوروں پر ظلم کی دیگر صورتیں 86
- مزدوروں اور ملازموں کے نام پیغام 90
- منشی (اکاؤنٹنٹ) حضرات متوجہ ہوں 92
- ادب اپنی جگہ مگر.....!!! 93
- مالک یا ٹھیکیدار کی بے عزتی 93
- نعرے بازوں سے گزارش 94

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- عرب ممالک میں کفیلوں کا ظلم 96
- مون سون کا موسم 100
- نمازِ استسقاء 101
- دورانِ خطبہ بارش کی دعا 102
- آندھی اور طوفان 103
- پہلے پہل بارش میں نہانا 104
- دورانِ بارش دعا کی قبولیت 105
- تیز بارش.....! 105
- بارش کی وجہ سے کافر ہو گئے 107
- بارش کے موسم میں جمع بین الصلاتین 108
- وجہ استدلال 109
- چند اشکالات اور ان کے جواب 109
- حدیث ظاہری معنی پر محمول کی جائے 112
- راویِ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل 113
- امام شافعی، احمد اور امام اسحاق کا موقف 114
- ضرورت کے تحت جمع بین الصلاتین کی مشروعیت 114
- نزولِ بارش کی قبل از وقت خبریں 116
- علم غیب 118
- نزول بارش کی قبل از وقت خبریں 119

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- رحمِ مادر کی قبل از وقت خبریں 122
- قدرتی آفات کی نسبت کس طرف کی جائے؟ 127
  - اللہ سے پناہ مانگیں 127
  - اگر آفات ٹل جائیں تو.....؟ 128
  - اگر آفات آجائیں تو.....؟ 129
  - آفات سے نبٹنے کے دعوے 133
- مختلف وائرس اور احتیاطی تدابیر 135
  - توکل علی اللہ کا صحیح مفہوم 136
  - تیمّم کا طریقہ 137
  - روحانی احتیاطی تدابیر 139
    - لاعلاج بیماریوں سے بچاؤ 140
    - جنات اور درندوں سے بچاؤ 141
    - رات کے فتنوں سے بچاؤ 142
    - صبح وشام کے اذکار 144
- موسم بہار 145
- شجرکاری 146
  - درخت لگائیں.....ثواب کمائیں 146
  - شجرکاری.....ثواب ہی ثواب 147
  - شجرکاری.....صدقۂ جاریہ 148

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ضرورت کی جگہوں پر شجر کاری 149
- چوری شدہ پھل پر بھی اجر 150
- نبی ﷺ فصل اگانے کا حکم دیتے ہیں 151
- یہود خیبر کے باغات 151
- باغات کی حفاظت کے لیے کتے 152
- درخت نہ کاٹو.....! 152
- ابودرداء رضی اللہ عنہ شجر کاری کرتے ہیں 153
- موجودہ دور میں شجر کاری کی اہمیت 154
- گملوں کا پانی 155
- درخت کاٹنا بھی باعث اجر 156
- جنت میں شجر کاری 157
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کے نام شجر کاری کا پیغام 158

عالمی یوم محبت کے نام پر منایا جانے والا تہوار ویلنٹائن ڈے 159

موسم خزاں 167

- اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت 167
- گناہوں کا جھڑنا 168
- صفائی کا خاص خیال رکھیں 169
- مسلمان پر خزاں نہیں 170
- پت جھڑ.....ایک غور طلب پہلو 171

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سورج گرہن اور چاند گرہن 173
- دور جاہلیت کا گمراہ کن نظریہ 174
- ایک اہم نکتہ 175
- سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کو نصیحت 176
- سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی کیفیت 177
- سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خاص کر عورتوں کو نصیحت 178
- سورج گرہن کے وقت عذاب قبر سے پناہ 179
- نماز کسوف وخسوف کا طریقہ 180

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ نے مختلف موسم بنائے ہیں۔ ان سے اس کی قدرت جھلکتی ہے۔ انسانوں کا دل لگا رہتا ہے۔ موسموں کے بدلنے سے متعلقہ موسم کے پھلوں سے منڈیاں اور بازار اسی رنگ کی چادر تان لیتے ہیں۔ ضروریاتِ جسم ان موسمی پھلوں، سبزیوں اور رنگا رنگ میووں سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔

جیسے جسم کے لیے ان موسموں کی اہمیت اور ان میں دلچسپی کا سامان ہے، اسی طرح بدلتے موسموں کے ساتھ ساتھ بدلتے احکام اپنے اندر بہت سی حکمتیں اور سہولتیں لیے ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں مختلف موسموں سے متعلقہ احکام و مسائل بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیے گئے ہیں۔

مؤلف کتاب حافظ شبیر صدیق ﷾ اپنے مخصوص پیرائے میں دلچسپ انداز اور مستند روایات کی روشنی میں بڑی معلومات افزا تحریر لکھتے ہیں۔ موصوف ماہنامہ ضیائے حدیث، لاہور کی مجلس ادارت کے رکن بھی ہیں۔ ان کے یہ مضامین اسی مجلّے کی زینت بنتے رہے۔ قارئین کی دلچسپی اور ضرورت سمجھتے ہوئے انھیں مزید بہتر کر کے ایک کتاب کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنت قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے اور مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے۔

کتاب کے شروع میں محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کی تقدیم نے کتاب کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔

یہ کتاب جہاں مؤلف کے لیے باعث اجر بنے وہاں ادارے کے بانیان مولانا عبدالمجید سوہدروی، حافظ محمد یوسف اور والد گرامی مولانا محمد ادریس فاروقی رحمہم اللہ کے لیے بھی صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ جہان بھر میں کتاب وسنت کی روشنی پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی توفیق دے اور دین سے تعلق استوار کرنے کی توفیق بخشے۔

والسلام مع الاکرام

محمد عثمان فاروقی

ڈائریکٹر: مسلم پبلی کیشنز، لاہور

رجب 1440ھ / مارچ 2019ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَام عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ. وبعد!

زیر نظر رسالۂ نافعہ و مفیدہ، تلمیذی العزیز مولانا شبیر صدیق حفظہ اللہ کی علمی کاوش کا نہایت عمدہ شاہکار ہے، جس میں سال کے چاروں موسموں (گرما، سرما، خزاں اور بہار) کے تعلق سے ضروری معلومات کے ساتھ ساتھ، کتاب وسنت کی روشنی میں ان موسموں سے صحیح طریقے سے استفادہ کے امکانات و مواقع کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ہر موسم کے جدا جدا خصائص و متقاضیات ہیں جن کی روشنی میں کسی بھی موسم کی آمد پر اپنے کردار اور نصب العین کا تعین کیا جا سکتا ہے، جنھیں علمی جامہ پہنا کر رب تعالیٰ کی محبت و رضا کے خزانے سمیٹے جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں کسی بھی موسم میں پائی جانے والی کسی بھی مضرت رساں علت سے بچاؤ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

انسان دنیا کے کسی کونے میں چلا جائے، کوئی نہ کوئی موسم ضرور ملے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عظیم مظاہر میں سے ہے کہ ایک ہی وقت میں کہیں موسم گرما ہوتا ہے اور کہیں موسم سرما، کہیں بہار ہوتی ہے تو کہیں خزاں۔

ایسے میں اس کتاب کی اہمیت دوچند بڑھ جاتی ہے۔ کسی بھی مقام یا کسی بھی موسم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے، اس کتاب کی مدد سے انتہائی مناسب پیش بندی ممکن ہو جاتی ہے، ہر آنے والے موسم کے لیے شرعی ہدایات کا انمول ذخیرہ پیش نظر رہتا ہے، چنانچہ اگر موسمِ گرما ہو تو گرمیوں سے استفادہ کے لیے شریعت نے کون سے کون سے پہلو اجاگر کیے ہیں اور موسمِ سرما کی صورت میں سردیوں سے استمتاع کے کیا کیا شرعی مواقع موجود ہیں۔

علماء سلف نے بھی اس موضوع پر لکھا ہے، بلکہ چاروں موسموں کے ساتھ ساتھ سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینے کی مناسبت سے شرعی احکام و رغائب بیان فرمائے ہیں، حافظ ابن رجب الحنبلی البغدادی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف لطائف المعارف اس پر شاہد عدل ہے۔

ہم اس عظیم کاوش پر مولانا شبیر صدیق کے شکر گزار بھی ہیں اور دعا گو بھی۔

اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا اور انتہائی نافع پایا، اسلوب کی سلاست، روانی اور شستگی ہر جگہ نظر آئی۔ امید قوی ہے قارئین اس کتاب سے پوری طرح مستفید و محظوظ ہوں گے، نیز یہ بھی پوری پوری امید ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر گاہے بگاہے لکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ان کے لیے، نیز ان کے والدین و اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے، میزانِ حسنات کی ایک بھاری بھرکم نیکی بنا دے اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنا دے۔

واللّٰہ تعالٰی ولی التوفیق وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم.

کتبہ

(فضیلۃ الشیخ) عبداللہ ناصر رحمانی (حفظہ اللہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسم سرما سے متعلقہ احکام و مسائل اور احتیاطی تدابیر

احادیث میں موسم سرما کو جہنم کا ایک سانس کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ فِي الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ»

''آگ نے اپنے رب سے التجا کرتے ہوئے کہا: اے میرے رب! (شدت کی وجہ سے) میرا بعض حصہ بعض حصے کو کھا رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک ٹھنڈا سانس اور ایک گرم سانس۔ موسم سرما میں سردی کی شدت اور موسم گرما میں گرمی کی جو شدت تم محسوس کرتے ہو یہ انھی سانسوں کی وجہ سے ہے۔''[1]

دین اسلام ایک موسمی دین نہیں ہے بلکہ یہ اپنے ماننے والوں کی ہر موسم میں مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے انسانی زندگی میں جو تبدیلی رونما ہوتی

① صحيح البخاري:3260.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس حوالے سے اسلام کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔

موسمِ سرما موسم بہار کیسے؟

موسم سرما کو مومنوں کا موسمِ بہار کہا جاتا ہے، اس لیے کہ موسم سرما میں دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں۔ دن چھوٹے ہونے کی وجہ سے روزے رکھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ راتیں لمبی ہونے کی وجہ سے رات کا کچھ حصہ نماز اور اپنے رب سے التجائیں کرنے کے لیے مختص کرنا موسم گرما کی نسبت آسان ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

> ''اللہ تعالیٰ دو قسم کے افراد کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔ ایک وہ شخص جو سرد رات میں اپنے بستر اور لحاف سے اٹھ کر وضو کرتا ہے، پھر جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے: میرے بندے کو یہ تکلیف برداشت کرنے پر کس نے ابھارا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری رحمت کا امیدوار ہے اور تیرے عذاب سے خائف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم لوگ گواہ رہو! میں نے اس کی تمام امیدیں پوری کر دیں اور جس چیز سے وہ خوف کھا رہا ہے اس سے امن دے دیا۔''[1]

جب موسم سرما شروع ہوتا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''سردی کو خوش آمدید! اس موسم میں رحمتیں (برکتیں) نازل ہوتی ہیں، اس طرح کہ تہجد کے لیے رات طویل ہو جاتی ہے اور روزہ رکھنے کے لیے دن چھوٹا ہو جاتا ہے۔[2]

---

① صحيح الترغيب والترهيب: 153/1، حديث: 630. ② جامع الاحاديث للسيوطي: 413/19.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً ان خواتین وحضرات کے لیے یہ موسم بہت موزوں ہوتا ہے جو کسی عذرِ شرعی کی بنیاد پر رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ نہیں رکھ سکے وہ ان دنوں میں بہت آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ایام بیض، سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا بھی نہایت آسان ہوتا ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''موسم سرما کے روزے غنیمت ہیں۔''[1]

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ موسم سرما میں کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرتے تھے اور موسم گرما میں پانی کے ساتھ۔[2]

گویا موسم سرما کو جو مومنوں کا موسمِ بہار کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس موسم میں نیکیاں کمانے کے بہت زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے موسمِ سرما میں پت جھڑ کے موسم کو مسلمان کے گناہوں سے تشبیہ دی ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردی کے موسم میں ایک دن باہر نکلے، ان دنوں پت جھڑ کا موسم تھا۔ آپ ﷺ نے درخت کی ایک ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا تو پتے جھڑنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان بندہ جب اللہ کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔''[3]

موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنے سے خطائیں معاف ہوتی ہیں اور درجات

---

① جامع الترمذي: 797 اسناده ضعيف. ② جامع الترمذي: 696. ③ صحيح الترغيب والترهيب للألباني: 384.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلند ہوتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا:

«أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ»

''کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں معاف کرتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے؟''

ہم نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور بتائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ»

''نہ چاہتے ہوئے بھی وضو مکمل کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہ رباط ہے۔''[1]

حدیث میں مذکور ''نہ چاہتے ہوئے بھی وضو مکمل کرنے۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے محدثین نے لکھا ہے کہ سرد موسم میں گرم پانی میسر نہ ہونے کی صورت میں ٹھنڈے پانی سے مکمل اہتمام کے ساتھ وضو کرنا۔ ایسی صورت میں خطائیں معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

وضو کے حوالے سے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ کہنیوں کو اچھی طرح اور مکمل دھویا جائے۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ اگر جرسی پہنی ہو تو وضو کے وقت اسے اتارنے کے بجائے ویسے ہی اس کے بازو اوپر کو چڑھا لیے جاتے ہیں۔ اس طرح کہنیاں دھونے میں مشکل پیش آتی ہے جس وجہ سے کچھ حصہ خشک رہ جاتا ہے۔ اس طرح وضو نامکمل رہتا ہے، لہٰذا اس بات کا خیال رکھا جائے اور کہنیاں اچھی طرح دھوئی جائیں۔

---

[1] صحیح مسلم: 251.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعضائے وضو میں سے اگر تھوڑی سی جگہ بھی خشک رہ جائے تو اس پر بڑی سخت وعید ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب نماز کا ٹائم ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی جلدی وضو کرنے لگے۔ اس دوران میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایڑیاں خشک رہ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان کی ایڑیوں پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَيلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»

''ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے۔''[1]

اس لیے وضو اچھے طریقے سے کیا جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ بہرحال اگر دورانِ وضو کوئی جگہ خشک رہ جائے اور وضو کے بعد پتہ چل جائے تو اس پر ہاتھ گیلا کر کے پھیر لیا جائے تو کافی ہو جائے گا، البتہ اگر اعضائے وضو میں سے کوئی ایک عضو دھونے سے رہ جائے تو پھر اس ایک عضو ہی کو دھو لینا کافی نہیں ہو گا۔ ایسی کیفیت میں اس عضو کو دھونے کی دو صورتیں ہیں:

① وضو مکمل کرنے کے بعد پتہ چلا کہ کوئی ایک عضو خشک رہ گیا ہے مگر ابھی اعضائے وضو خشک نہیں ہوئے تو ایسی صورت میں اس عضو کو دھو کر اس کے بعد والے اعضاء دھو لیے جائیں تو وضو مکمل ہو جائے گا۔

② وضو مکمل کرنے کے بعد پتہ چلا کہ فلاں عضو دھونے سے رہ گیا ہے۔ اس وقت اعضائے وضو بھی خشک ہو چکے ہیں تو ایسی صورت میں مکمل وضو دوبارہ کرنا پڑے گا۔ جو عضو خشک رہ گیا ہے صرف اسی کو دھو لینا کافی نہیں ہو گا، اس لیے کہ وضو میں

---

[1] صحیح البخاری: 60.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب ضروری ہے۔ یہ ترتیب اسی صورت میں قائم رہ سکے گی جب درج بالا صورتوں پر عمل کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

موسم سرما سے متعلقہ بعض احکام

ایک ہی وضو

موسم سرما میں شریعت نے اہل ایمان کو عبادات میں بہت ساری رخصتوں سے نوازا ہے۔ سخت سردی کے موسم میں، خصوصاً جب بہت زیادہ دھند پڑتی ہو اور سورج بھی دن بھر دھند کی اوٹ میں رہتا ہو تو پانی کا استعمال بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کرنا ''جوئے شیر لانے'' کے مترادف ہوتا ہے۔ شریعت نے اس حوالے سے یہ سہولت رکھی ہے کہ ایک ہی وضو اگر قائم رہے تو اس سے پانچ نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ اگرچہ یہ رخصت عام دنوں میں بھی ہے مگر ان دنوں خاص طور پر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

جرابوں یا موزوں پر مسح

موسم سرما میں تقریباً ہر شخص موزے یا جرابیں استعمال کرتا ہے۔ ہر نماز کے وقت جرابوں کو اتار کر وضو کرنے سے دقت پیش آتی ہے۔ شریعت نے اس حوالے سے بھی رخصت دی ہے کہ آدمی اگر وضو کر کے جرابیں یا موزے پہن لے تو پانچوں نمازوں میں ان پر صرف مسح کر لے تو کفایت کر جائے گا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''[1]

بعض لوگ جرابوں پر مسح کرنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ جرابوں اور موزوں کے درمیان فرق کرتے ہیں مگر ان کا یہ موقف درست نہیں ہے۔ احادیث میں جرابوں پر مسح کرنے کی وضاحت موجود ہے، اس لیے جرابوں پر مسح کرنے سے روکنا اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت سے روکنا ہے۔ جو لوگ جرابوں اور موزوں میں فرق کر کے جرابوں پر مسح کرنے سے روکتے ہیں، ان کے اس موقف کے بارے میں مفتی عبدالخالق حفظہ اللہ، ریسرچ سکالر دارالسلام لاہور، سے سوال پوچھا گیا تو مفتی صاحب نے ماہنامہ ضیائے حدیث میں بالتفصیل اس کا جواب دیا۔ قارئین کے استفادے کے لیے اس بحث کو بعینہٖ یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

سوال کیا مروجہ اونی، سوتی اور نائیلون کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب وضو میں چمڑے کے موزوں پر مسح کی طرح جرابوں پر مسح کرنا بھی جائز اور ایک شرعی رخصت ہے۔ ضرورت کے تحت جو فائدہ موزوں سے اٹھایا جا سکتا ہے، یقیناً وہی فائدہ بدرجۂ اولیٰ جرابوں سے بہتر انداز اور آسانی سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ رخصت نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے، نیز اس عمل کی توثیق و تصدیق اور تائید صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور تابعین عظام کے اقوال سے بھی بلا اختلاف منقول ہے۔ بقول ابن قیم رحمہ اللہ، ائمہ سلف و خلف اور علماء کی اکثریت اس کی قائل و فاعل رہی ہے۔[2]

---

[1] سنن أبی داود: 159. [2] تهذيب السنن مع العون: 189/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، (سفر میں) انھیں سردی لگی، بالآخر جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تو انھوں نے سردی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پگڑیوں اور ہر اس چیز پر مسح کرنے کی اجازت دی جس سے پاؤں کو گرمائش حاصل ہو۔''[1]

اعتراض: امام احمد رحمہ اللہ کے بقول سند میں موجود راشد بن سعد کا ثوبان سے سماع ثابت نہیں ہے۔[2]

جواب: امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے: «سمع ثوبان ويعلى بن مرة» ''راشد بن سعد نے ثوبان اور یعلیٰ بن مرہ سے سنا ہے۔''[3] لہٰذا سند میں انقطاع والی بات درست نہیں ہے۔ سند متصل اور حدیث صحیح ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا عنعنہ بھی مضر نہیں کیونکہ یہ راوی مدلس نہیں، اس لیے حدیث شرطِ معاصرت اور امکانِ لقاء کی بنیاد پر امام مسلم اور جمہور محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

نوٹ: ثوبان کی مذکورہ حدیث میں ''تساخین'' پر مسح کی مشروعیت بھی مروی ہے، ابن رسلان، لفظ تساخین کے متعلق فرماتے ہیں:

«كُلُّ مَا يَسْخَنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِمَا»

''ہر وہ چیز جس سے پاؤں کو گرمائش حاصل ہو، خواہ وہ چمڑے کا موزہ ہو یا جراب یا ان جیسی کوئی اور چیز۔''[4]

---

① مسند أحمد: 277/5، سنن أبي داود: 177/1، مع العون، مستدرك حاكم: 169/1.
② دیکھیے: مراسیل، ص: 22 لابن أبي حاتم. ③ التاريخ الكبير: 292/3. ④ عون المعبود: 56/1، و تحفة الاحوذي: 290/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے اگرچہ اکثر نے ''تساخین'' کے معنی ''چمڑے کے موزے بھی'' کیے ہیں لیکن اس کے تحت جرابیں بھی آتی ہیں جیسا کہ مذکورہ قول سے ثابت ہوا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔''[1]

اعتراض: امام ابوداود کے بقول امام عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف روایت، مغیرہ رضی اللہ عنہ سے چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی ہے۔

دیگر جن ائمہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ان کے نزدیک بھی وجہ ضعف اس کا شذوذ ہے۔ گویا فی نفسہ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

جواب: ائمہ متقدمین میں سے امام ترمذی نے اس روایت کو ''حسن صحیح'' ابن حبان نے صحیح اور امام ابن حزم نے قابل حجت قرار دیا ہے، قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

علامہ ابن ترکمانی کی تحقیق

ائمہ متاخرین میں سے علامہ ابن ترکمانی حنفی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں:

''ان دونوں راویوں نے دیگر راویانِ حدیث کی ایسی مخالفت نہیں کی جو ان کے معارض و مخالف ہو بلکہ انھوں نے ایک زائد چیز روایت کی ہے جو دوسروں نے بیان نہیں کی اور یہ طریق بجائے خود مستقل حیثیت کا حامل ہے

[1] مسند احمد: 252/4، وسنن أبي داود مع العون: 186/1، وسنن ترمذی، شرح احمد شاکر: 167/1، حدیث: 99، سنن ابن ماجہ: 559، ابن حبان (محقق): 167/4.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معارض نہیں ہے، اس لیے اس اختلاف کو دو الگ الگ حدیثوں پر محمول کیا جائے گا، اسی بنیاد پر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔''[1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی کی تحقیق

فرماتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں (دوسرے راویوں کی) مخالفت والی کوئی بات نہیں، بلکہ (جرابوں پر مسح کرنا) ایک مستقل زائد امر ہے، لہٰذا ان اسانید کو کوئی ہٹ دھرم اور متعصب ہی ضعیف قرار دے گا۔''[2]

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق

فرماتے ہیں:

«إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: إِنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَاحْتَجَّ بِهِ ابْنُ حَزْمٍ»

''اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری کی شرط پر ہے۔ امام ابن حبان نے اس کو صحیح اور امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن حزم نے اس سے حجت پکڑی ہے۔''[3]

حدیث ابوموسیٰ اشعری

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

① الجوهر النقي: 283/1. ② البناية شرح الهداية: 600/1 و شرح سنن أبي داود از عيني: 374/1. ③ سنن أبي داود کی مفصل تحقیق: 274/1، إرواء الغليل، حدیث: 101 از ناصر الدین البانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔''

اعتراض: امام ابوداود فرماتے ہیں: ''یہ روایت متصل ہے نہ قوی۔''[1]

امام بیہقی نے عدم اتصال کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''ضحاک کا ابوموسیٰ سے سماع ثابت نہیں ہے۔''[2]

جواب اس روایت کی سند میں انقطاع والی بات غلط ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: «سَمِعَ أَبَا مُوسىٰ» یعنی ضحاک نے ابوموسیٰ سے سنا ہے۔[3]

یہی تحقیق علامہ ابن ترکمانی حنفی اور علامہ عینی کی ہے۔[4]

لہٰذا سند متصل ہے اور دعوائے انقطاع مردود ہے۔

محدث العصر ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق

اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس روایت کا منقطع ہونا تسلیم نہیں نیز یہ سابقہ روایت کی بنا پر قوی ہے۔''[5]

حدیث انس بن مالک

امام دولابی نے اپنی سند سے ازرق بن قیس سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ بے وضو ہوئے تو انھوں نے اپنا منہ اور

---

① سنن أبي داود مع العون: 188/1. ② سنن بيهقي: 285/1. ③ التاريخ الكبير: 334/2/2.
④ سنن بيهقي مع الجوهر النقي: 285/1، البناية شرح الهداية: 600/1، وشرح سنن أبي داود: 377/1 از علامہ عینی. ⑤ سنن أبي داود کی مفصل تحقیق: 276/1، مزید دیکھیے: تحقیق مسند أحمد: 144/3 از شیخ شعیب أرناؤوط ورفقاء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہاتھ دھوئے (پورا وضو کیا اور آخر میں) اونی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: کیا آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا:

«إِنَّهُمَا خُفَّانِ، وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ صُوفٍ»

''یہ (اونی جرابیں) خف ہی ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ یہ اون کے ہیں۔''

شیخ احمد شاکر نے اس روایت کی سند کو صحیح کہا ہے۔ ①

اور بھی صحیح طرق سے سیدنا انس سے یہ مسح منقول ہے جس سے مزید زیر بحث اثر کو تقویت ملتی ہے۔ ②

فائدہ: معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونی جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خف کا اطلاق نرا چمڑے کے موزے ہی پر نہیں ہوتا جیسا کہ عام اہل لغت کا قول ہے بلکہ اون وغیرہ کی بنی ہوئی جرابوں کو بھی خف کہا جاتا ہے جیسا کہ صدر اول کے خالص عربی النسل اہل زبان انس بن مالک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مذکورہ بالا قول سے ثابت ہوتا ہے۔ گویا لفظ خف کے مدلول اور اس کے معنی ومفہوم میں جرابوں پر مسح کرنا بھی داخل ہے، کیونکہ اس استدلال پر خف کی لغوی وضع اپنے وسیع تر مفہوم کے تحت دلالت کرتی ہے۔ (قاله أحمد شاكر)

جرابوں پر مسح کے قائلین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلا اختلاف جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ امام ابوداود نے اپنی سنن میں نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح ذکر کیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج

① مقدمة المسح على الجوربين، ص: 13. ② محلى ابن حزم: 2/84-85.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل ہیں: ① علی بن ابی طالب ② ابن مسعود ③ براء بن عازب ④ انس بن مالک ⑤ ابوامامہ ⑥ سہل بن سعد ⑦ عمرو بن حریث ⑧ عمر بن خطاب ⑨ ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ [1]

عظیم محدث وفقیہ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: اصحاب النبی ﷺ اور ان کے بعد تابعین عظام رحمہم اللہ کی سنت اور عمل بھی جرابوں پر مسح کرنے ہی کا ہے، اس بارے میں ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ [2]

امام ابن منذر فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا منقول ہے۔ [3]

آثارِ صحابہ

اختصار کے پیش نظر جرابوں پر مسح کرنے کے حوالے سے صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار وروایات ذکر کرتے ہیں۔

① یحییٰ البکاء کہتے ہیں: میں نے ابن عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«اَلْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ كَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ»

''جرابوں پر مسح کرنا موزوں پر مسح کرنے کی طرح ہے۔'' [4]

② خالد بن سعد بیان کرتے ہیں:

''ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بالوں سے بنی ہوئی اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح

---

① سنن أبي داود مع العون: 189/1. ② الأوسط لابن المنذر: 464/1-465، المحلیٰ لابن حزم: 84/2-85. ③ الأوسط: 462/1، شرح المهذب للنووی: 527/1. ④ مصنف عبدالرزاق: 201/1، ابن أبي شيبه: 173/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔''[1]

③ حماد بن سلمہ بواسطہ ابو غالب روایت کرتے ہیں:

''ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ جرابوں، چمڑے کے موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے تھے۔''[2]

④ ابراہیم نخعی بیان کرتے ہیں:

''بلاشبہ ابن مسعود موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔''[3]

⑤ جلیل القدر تابعی امام قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

«كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ مِثْلَ الْخُفَّيْنِ»

''انس بن مالک جرابوں پر چمڑے کے موزوں کی طرح مسح کرتے تھے۔''[4]

مذکورہ بالا آثارِ صحابہ سے ثابت ہوا کہ اونی یا بالوں وغیرہ سے بُنی ہوئی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

آثارِ تابعین

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَمِمَّنْ قَالَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ جَمَاعَةٌ مِنَ السَّلَفِ»

''جرابوں پر مسح کے جواز کی قائل سلف صالحین کی ایک جماعت ہے۔''[5]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کو

---

① مصنف عبدالرزاق: 199/1. ② ابن أبي شيبه، رقم الأثر: 1990. ③ مصنف عبدالرزاق: 201/1. ④ مصنف عبدالرزاق: 200/1، حديث: 879، ابن أبي شيبه، رقم الأثر: 1989، مختصرًا. ⑤ محلیٰ ابن حزم 84/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہن کر چل سکتا ہو، خواہ وہ چمڑے کی بنی ہوئی ہوں یا کسی اور چیز کی۔"[1]

المختصر جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلا اختلاف جرابوں پر مسح کے قائل و فاعل تھے اسی طرح تابعین کی ایک جماعت بھی اس کے جواز کی قائل رہی ہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

① قتادہ ② عطاء ③ ابراہیم نخعی ④ حسن بصری ⑤ سعید بن مسیّب ⑥ ابن جریج ⑦ فضل بن وکیع ⑧ اعمش ⑨ خلّاص ⑩ سعید بن جبیر ⑪ نافع ⑫ سفیان ثوری ⑬ ابوثور۔

عباد بن راشد کہتے ہیں: میں نے نافع سے جرابوں پر مسح کے متعلق پوچھا تو انھوں نے جواب دیا:

«هُمَا بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ»

"جرابیں بمنزلہ خفین ہیں۔"

امام عطاء فرماتے ہیں:

«اَلْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ بِمَنْزِلَةِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ»

"جرابوں پر مسح کرنا چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی طرح ہے۔"[2]

علامہ کاسانی کا دعوائے اجماع

جبکہ اس کے برعکس علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

① مجموع الفتاویٰ: 21/213-215. ② دیگر آثار اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: مصنف عبدالرزاق: 1/190، مصنف ابن أبي شيبة: 1/171/173، محلی ابن حزم: 2/84-86، إعلام الموقعين: 1/75.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«فَإِنْ كَانَا يَشِفَّانِ الْمَاءَ لَايَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ»

''اگر جرابیں اس قدر پتلی ہوں کہ ان میں پانی سرایت کرتا ہو تو بالاجماع ان پر مسح جائز نہیں۔''[1]

محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ''اگر اجماع سے ان کی مراد ائمۂ سلف و خلف کا اجماع ہے تو یہ باطل ہے، کیونکہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح المھذب میں امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور امام اسحاق بن راہویہ اور داود ظاہری سے باریک جرابوں پر مسح کا جواز نقل کیا ہے، بلکہ ان کے بقول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سے بھی اس کا جواز منقول ہے، نیز یہی موقف امام ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی ہے، اس لیے دعوائے اجماع کیسے صحیح ہو سکتا ہے، ہاں اگر ان کی مراد علمائے احناف کا اجماع ہے تو تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن صاحبین کے حوالے سے مذکورہ بالا تصریح اس بات کی بھی تردید کرتی ہے۔ بہرحال یہ بات واضح ہو گئی کہ اس مسئلے میں کوئی اجماع نہیں ہے۔''[2]

علامہ ابن نجیم مصری لکھتے ہیں:

«ثُمَّ الْمَسْحُ عَلَى الْجُرَابِ، كَانَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُنَعَّلًا وَكَانَ رَقِيقًا غَيْرُ جَائِزٍ اِتِّفَاقًا»

''پتلی جرابوں پر مسح جبکہ ان کے نیچے اور اوپر چمڑا لگا ہوا نہ ہو، بالاتفاق ناجائز ہے۔''[3]

---

① بدائع الصنائع: 10/1. ② دیکھیے (حاشیہ) المسح علی الجوربین، ص: 67. ③ البحر الرائق: 182/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن مذکورہ بالا تصریح اور بالخصوص حضرت عمر اور حضرت علی کے حوالے سے امام نووی رحمہ اللہ کے نقل کردہ آثار کی روشنی میں یہ اجماع بالکل بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

مروجہ جرابوں پر مسح کا جواز اور دعوائے اجماع کا ابطال

مرفوع روایات کے عموم سے یہی اخذ ہوتا ہے کہ جرابیں خواہ پتلی ہی کیوں نہ ہوں ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جرابوں پر مسح کے جواز کے جو قائل ہیں اگرچہ وہ باریک ہی کیوں نہ ہوں، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں: ''صحیح بلکہ درست بات وہی ہے جو قاضی ابو طیب قفال اور محققین کی مختلف جماعتوں نے کہی ہے کہ اگر جرابیں پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو تو ان پر مسح کرنا جائز ہے، وہ جرابیں کیسی بھی ہوں وگرنہ نہیں۔''[1]

کیونکہ اگر پاؤں پر نہ ٹکیں اور چلنے سے خود بخود اتر جائیں تو یقیناً جس مقصد کی خاطر انھیں پہنا جاتا ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، نیز اس وقت اس پر جَوْرَب اور لِفَافَةُ الرِّجْل کا اطلاق بھی مشکل ہے، جبکہ مروجہ جرابیں تو اس قدر مضبوط ہوتی ہیں کہ میلوں تک کے سفر کے بعد بھی خود بخود پاؤں سے نہیں اترتیں۔

نیز فرماتے ہیں: ''ہمارے اصحاب (شوافع) نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے جرابوں پر مسح کا جواز نقل کیا ہے، خواہ جرابیں پتلی ہی کیوں نہ ہوں۔ اور یہی بات امام ابو یوسف، محمد، اسحاق اور امام داود ظاہری سے بھی نقل کی ہے۔''[2] انتہیٰ[3]

---

① شرح المهذب:1/526-527. ② شرح المهذب:1/527. ③ ماہنامہ ضیائے حدیث، دسمبر 2013ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میلی کچیلی جرابیں

جرابوں کے حوالے سے ایک کوتاہی بہت زیادہ برتی جاتی ہے۔ وہ یوں کہ جرابیں میلی ہونے کے باوجود بعض لوگ دھونے کے بجائے ویسے ہی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ خود اذیت برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کے لیے بھی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ صرف لوگ ہی نہیں بلکہ فرشتے بھی اس سے اذیت محسوس کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ»

''جس چیز سے لوگ اذیت محسوس کرتے ہیں فرشتے بھی اس سے اذیت محسوس کرتے ہیں۔''[1]

لہٰذا اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ جیسے ہی جرابیں میلی ہوں یا ان سے بدبو آنی شروع ہو جائے تو انھیں دھو لینا چاہیے تاکہ لوگوں اور فرشتوں کے لیے یہ اذیت کا باعث نہ بنیں۔

مسح کرنے میں ترتیب کا لحاظ

جرابوں اور موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے ایک اور چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اکثر طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سارے لوگ جب مسح کرتے ہیں تو دونوں ہاتھوں کو گیلا کر کے دونوں پاؤں پر ایک ہی ساتھ مسح کر لیتے ہیں۔ مسح کرتے ہوئے وہ ترتیب کا لحاظ نہیں رکھتے ہیں جبکہ عبادات میں

[1] صحیح مسلم: 564.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی ترتیب کو ملحوظ رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ مسح کرنے میں بھی اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پہلے دائیں پاؤں پر مسح کیا جائے اور پھر بائیں پاؤں پر مسح کیا جائے۔ دونوں پاؤں پر ایک ہی وقت میں دونوں ہاتھوں سے مسح کرنا درست نہیں ہے۔

پھٹی پرانی جرابوں پر مسح

اگر جرابیں ایڑیں یا کسی اور جانب سے پھٹی ہوئی ہوں تو ان پر مسح کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے اہل علم کا کہنا یہ ہے اگر جرابیں تھوڑی سی پھٹی ہوں اور ان سے وہ فائدہ حاصل ہو رہا ہو جس کے لیے جرابیں پہنی جاتی ہیں تو ایسی جرابوں پر مسح کرنا درست ہے۔ اگر جرابیں اس قدر زیادہ پھٹی ہیں کہ ان سے اصل مقصود حاصل نہیں ہو رہا تو ایسی صورت میں ان پر مسح نہیں کیا جائے گا بلکہ انھیں اتار کر پاؤں دھوئے جائیں گے۔

پگڑی پر مسح

سخت سردی میں وضو کرتے ہوئے پگڑی کے اتارنے میں بھی دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس میں بھی شریعت نے یہ رخصت دی ہے کہ پگڑی پر مسح کر لیا جائے۔ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ»

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پگڑی پر مسح کیا۔''[1]

بعض اہل علم ایسی گرم ٹوپی کو بھی پگڑی کے حکم میں رکھتے ہیں جس کے اتارنے

---

① صحيح البخاري: 205.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ حرج ہو، واللہ اعلم۔

فرض غسل میں رخصت

غسل کے حوالے سے بھی شریعت نے رخصت دے رکھی ہے۔ اگر کسی کو غسلِ واجب کی حاجت ہو جائے، موسم سخت سرد اور پانی اس قدر ٹھنڈا ہو کہ اس کے استعمال سے بیماری یا مرض بڑھنے یا موت واقع ہونے کا اندیشہ ہو اور گرم پانی کے حصول کی بھی کوئی صورت نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے یہ رخصت رکھی گئی ہے کہ وہ غسل کے بجائے تیمّم کر لے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ ذات السلاسل میں ایک سرد رات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ سردی کی شدت کی وجہ سے مجھے یہ ڈر محسوس ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ میں نے تیمّم کر کے ہی فجر کی نماز اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھ لی تو انھوں نے اس بات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''عمرو! تو نے جنابت ہی کی حالت میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھ لی؟'' عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جو اندیشہ تھا اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝﴾

''اور تم اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔''[1]

---

[1] النسآء 4:29.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ میری یہ بات سن کر مسکرائے اور کوئی بات نہیں کی۔ ①

گویا اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر شریعت کی طرف سے یہ رخصت ہے کہ تیمم کر کے پاکیزگی حاصل کر لی جائے۔

انتہائی سرد موسم میں گھر میں نماز

موسم سرما میں نماز کے حوالے سے بھی شریعت نے کچھ رخصتیں دی ہیں۔ فرض نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دل کرتا ہے کہ میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں نہیں آتے۔'' ②

البتہ موسم سرما میں جب شدید قسم کی سردی ہو تو نماز گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ جب بہت زیادہ سردی ہوتی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہوتی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اذان دینے کے بعد لوگوں کو کہتے تھے کہ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے کہ جب سرد رات ہوتی اور بارش ہو رہی ہوتی تو نبی ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ اعلان کر دے:

«اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ»

''خبردار! اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لو۔'' ③

سیدنا نعیم نحام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سرد ترین صبح تھی۔ صبح کی اذان ہوئی، میں اس وقت اپنی اہلیہ کے کمبل میں تھا تو میں نے کہا: کاش! مؤذن یہ ندا بھی دے دے:

① سنن أبي داود: 334. ② صحيح البخاري: 644. ③ صحيح البخاري: 666.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ»

''جو کوئی بیٹھ رہے (مسجد میں نہ آئے) تو کوئی حرج نہیں۔''

چنانچہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے یہی ندا دے دی:

«وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ»

''جو کوئی مسجد نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔''[1]

ارکان نماز کی ادائیگی میں سہولت

نماز میں رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ کی ایک عظیم سنت ہے۔ موسم سرما میں عموماً ہر شخص نے چادر اوڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اس صورت میں چادر سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ہاتھ اندر رکھتے ہوئے ہی آسانی سے رفع الیدین ہو سکے تو اس کی اجازت ہے۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«أَتَيتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيْ ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ»

''میں سردی کے موسم میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ چادروں کے اندر ہی سے رفع الیدین کر رہے تھے، یعنی ہاتھ باہر نہیں نکالتے تھے۔''[2]

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ چادر کے اندر رفع الیدین کرنے میں بہت

---

① السلسلة الصحيحة، حديث:2605. ② سنن أبي داود:729.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ وہ اچھی طرح رفع الیدین کرنے کے بجائے بس معمولی سا ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ صرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں، رفع الیدین نہیں۔ بہرحال رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور یہ نماز کا حصہ ہے، اس لیے اس میں کسی سستی یا کاہلی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

نماز میں منہ چھپانا

جب موسم بہت زیادہ سرد ہو تو ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے پورے جسم کو ڈھانپ کر رکھے تاکہ موسم کی شدت سے بچا جا سکے۔ اس بنا پر صرف آنکھوں کے علاوہ منہ کا باقی حصہ بھی چادر میں لپیٹ لیا جاتا ہے۔ عام حالات میں اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ دورانِ نماز منہ چھپانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اس لیے دورانِ نماز میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ چادر یا کسی رومال وغیرہ سے منہ ڈھانپا ہوا نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ»

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی (نماز میں) اپنے منہ کو ڈھانپے۔''[1]

گیس ہیٹرز کے سامنے نماز.....؟

موسم سرما میں موسم معتدل رکھنے کے لیے مساجد میں بھی گیس ہیٹرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بعض مساجد میں تو ہیٹرز دیوار میں اونچی جگہ پر نصب کر دیے جاتے ہیں،

[1] سنن أبي داود: 643.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ بعض مساجد میں زمین ہی پر پہلی صف میں رکھ دیے جاتے ہیں۔ یوں ایک عام آدمی کے ذہن میں کچھ شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں کہ آگ سامنے رکھ کر عبادت کرنا تو مجوس کا طریقہ ہے، گویا اس طرح ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، اسی لیے بعض لوگ ہیٹر کے سامنے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے بلکہ وہ کسی دوسری جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔

اس حوالے سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہیٹر وغیرہ سامنے پڑا ہو تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں بندے کی قطعاً یہ نیت نہیں ہوتی کہ وہ اس آگ کی پوجا کر رہا ہے بلکہ اس کا مقصود صرف حرارت کا حصول ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی صحیح بخاری میں اسی موقف کو ذکر کیا ہے۔ بَابُ مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً ایک مرفوع روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي»

''مجھ پر آگ پیش کی گئی اس حال میں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔''[1]

صحیح بخاری ہی میں یہ روایت موصولاً بھی موجود ہے۔[2]

خلاصہ کلام یہ کہ اگر ایسی صورت بن جائے کہ گیس ہیٹرز پہلی صف میں آگے پڑے ہوئے ہوں تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

دوسرا اس حوالے سے ہمارا یہ مشورہ ہے کہ مسجد انتظامیہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ گیس ہیٹرز کو دیوار میں ایسی جگہ پر نصب کروائیں کہ اس طرح کے شکوک و

① صحيح البخاري، قبل الحديث:431. ② دیکھیے: صحيح البخاري:7294.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شبہات جنم نہ لیں۔ کوئی بھی عبادت جب شکوک وشبہات سے پاک ہو تو پھر ہی اس میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

«فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ»

''جو شخص شکوک وشبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کرلیا اور جو شکوک وشبہات میں پڑ گیا وہ حرام امور میں پڑ جائے گا۔''[1]

گیس ہیٹرز کے حوالے سے اکثر مساجد میں یہ دیکھنے میں آتا ہے اکثر لوگ نماز ادا کرنے کے لیے ہیٹر کے قریب جگہ ڈھونڈتے ہیں۔ اس کے لیے اگر انھیں پہلے سے موجود لوگوں کے کندھے پھلانگ کر بھی جانا پڑے تو وہ اس کی بھی پروا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ جمعہ کے دن دورانِ خطبہ بھی اکثر لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے اور بیٹھے ہوئے لوگوں کے کندھے پھلانگتے ہوئے ہیٹر تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْمَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى»

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوب پاکی حاصل کی، پھر تیل یا خوشبو

[1] صحیح مسلم: 1599.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال کی اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد میں آیا، پھر وہ مسجد میں پہلے سے موجود لوگوں کے درمیان جدائی نہیں ڈالتا بلکہ اسے جہاں جگہ ملتی ہے وہیں نماز ادا کرتا ہے جتنی اس کے حصے میں ہوتی ہے، پھر جب امام خطبہ کے لیے آتا ہے تو خاموشی سے خطبہ سنتا ہے۔ ان تمام اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے دو جمعوں کے درمیان ہونے والے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''[1]

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ بعد میں آنے والا آدمی لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں بلکہ جہاں اسے جگہ ملے وہیں نماز پڑھ کر بیٹھ جائے۔

مساجد کے دروازے اچھی طرح بند کریں

مساجد کے حوالے سے ایک چیز یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو بعد میں آنے والے افراد جماعت کے ساتھ ملنے کی نیت سے جلدی جلدی اندر داخل ہوتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ اس جلدی میں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مسجد کے ہال کے دروازے بھی بند کرنے تھے۔ اب اس دروازے سے جب ہوا آتی ہے تو پہلے سے موجود نمازیوں کو سردی محسوس ہوتی ہے۔ اب وہ پوری نماز میں بعد میں آنے والے نامعلوم آدمی کے بارے دل ہی دل میں غصہ کرتے رہتے ہیں۔ یوں بعد میں آنے والا شخص دروازہ بند نہ کر کے دوسرے لوگوں کی نماز میں خرابی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور دروازہ بند کر دینا چاہیے تاکہ کسی کے دل میں آپ کے بارے غصہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی کسی کی نماز خراب ہو۔

---

[1] صحيح البخاري: 910.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریشہ وبلغم

نزلہ وزکام ایسی بیماری ہے کہ موسم سرما میں عموماً لوگ اس کا شکار رہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ بیماری اس قدر شدت اختیار کر جاتی ہے کہ نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت نے اہل ایمان کے لیے آسانی کے پہلو کو مدنظر رکھا ہے۔ دورانِ نماز ہی آدمی ناک وغیرہ صاف کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر منہ سے بلغم آ رہی ہو تو تھوک سکتا ہے، البتہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ آداب سکھائے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے رینٹ (ناک یا گلے سے خارج ہونے والی بلغم) کو مسجد میں پڑے ہوئے دیکھا۔ اس پر آپ ﷺ نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور کسی چیز سے خود اپنے ہاتھ سے اس کو صاف کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَو تَحْتَ قَدَمِيهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا»

''جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے، اس لیے کوئی بھی شخص قبلہ کی جانب نہ تھوکے۔ اگر کسی کو ناک صاف کرنے یا بلغم کی حاجت ہو تو وہ اپنی بائیں جانب یا قدموں کے نیچے تھوک دے یا پھر اپنی چادر یا رومال وغیرہ کے ایک پلو میں ناک صاف کر کے یا تھوک کر اس چادر یا رومال کے پلوؤں کو آپس میں ملا دے، یعنی اس کو اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبلہ کی جانب نہ پھینکے۔"[1]

مصافحہ کرنے سے گریز کرنا

موسم سرما کی شدت کے باعث ہر شخص اپنے آپ کو سردی سے مکمل طور پر محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے ہاتھ بھی جیکٹ یا جرسی کی جیب میں ڈال کر رکھتا ہے۔ جب سردی شدید ہو تو ہاتھ باہر نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی سلام کرتا ہے تو اس سے مصافحہ کرنے سے گریز ہی کیا جاتا ہے اور صرف زبان ہی سے سلام کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ صرف زبان ہی سے سلام کرنا کافی ہے مصافحہ کرنا ضروری نہیں لیکن اس طرح انسان اس اجر عظیم سے محروم ہو جاتا ہے جو مصافحہ کرنے سے ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمَينِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا»

"دو مسلمان جب آپس میں ملتے ہوئے مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔"[2]

رہن سہن میں شرعی تدابیر

گیس ہیٹرز کا استعمال

شریعت نے جہاں عبادات میں موسم سرما سے متعلقہ امور میں رہنمائی فرمائی ہے وہیں معاملات میں بھی عظیم رہنمائیوں سے نوازا ہے۔ جن علاقوں میں گیس کی سہولت موجود ہے وہاں موسم سرما میں کمرے کے درجۂ حرارت کو نارمل رکھنے کے

① صحيح البخاري:405. ② سنن أبي داود:405.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے گیس ہیٹر استعمال کیے جاتے ہیں۔ عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ جب رات کو سوتے ہیں تو ہیٹر چلتا رہنے دیتے ہیں۔ اخبارات میں یہ خبریں بکثرت شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں جگہ رات کو ہیٹر چلتا رہنے کی وجہ سے گھر کو آگ لگ گئی۔ بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا ہے کہ گھر کے افراد بھی اس آگ کی زد میں آ کر بالکل جھلس جاتے ہیں، البتہ آگ لگنے کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی ہیٹر میں سپلائی دینے والے پائپ سے گیس خارج ہونے کی وجہ سے اور کبھی ہیٹر پر کوئی کپڑا یا ایسی چیز گر جانے کی وجہ سے کہ جس سے آگ پھیلی اور پورے گھر کو لپیٹ میں لے لیا۔

بہر حال یہ اور اس طرح کی دیگر وجوہات کا بنیادی سبب وہی ہیٹر ہوتا ہے جو رات کو سوتے وقت بند نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح جن علاقوں میں گیس کی سہولت نہیں ہے وہاں کے مکین کمرے کو گرم رکھنے کے لیے کسی برتن میں کوئلے جلا کر رکھ دیتے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ ان کوئلوں کی کوئی چنگاری کسی کپڑے پر جا گرتی ہے یا پھر کوئی کپڑا وغیرہ کوئلے کے اس برتن میں جا گرتا ہے اور تھوڑی سی ہوا ملنے سے اس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ مچھروں کو بھگانے کے لیے رات کو ''جلیبی'' (کوائل) جلا کر کسی اونچی جگہ پر رکھ دی گئی، ہوا یوں کہ ہوا سے وہ جلیبی بستر پر یا کسی اور کپڑے پر گری اور آگ کے شعلوں میں بدل گئی۔

بہر حال کوئی بھی چیز جو آگ سے جلتی ہے اس حوالے سے احتیاط ضروری ہے۔ آئے دن گھروں کو آگ لگنے کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے ہماری بہترین رہنمائی فرمائی ہے۔ گھر کو آگ لگنے کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی واقعہ مدینہ طیبہ میں بھی پیش آیا تھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں رات کے وقت ایک گھر کو آگ لگ گئی، جبکہ گھر والے بھی گھر میں سو رہے تھے۔ جب ان کے اس معاملے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ»

''یہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔''[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ»

''جب تم رات کو سونے لگو تو آگ کو اپنے گھروں میں (جلتا ہوا) نہ چھوڑا کرو، یعنی اس کو بجھا دیا کرو۔''[2]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسَقَةَ رُبَّمَا جَرَّتْ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ»

''رات کو اپنے چراغ وغیرہ بجھا کر سویا کرو، اس لیے کہ کبھی کوئی چوہیا اس کو کھینچ کر لے جاتی ہے اور پورے گھر کو آگ لگا دیتی ہے۔''[3]

بچوں کو چادر میں لپیٹنا

موسم سرما میں ایک اور چیز بہت زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ عموماً کم عمر بچوں کو سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے ان پر ایک چادر لپیٹ دی جاتی ہے۔ چادر کے دونوں

---

① صحيح البخاري: 6294. ② صحيح البخاري: 6293، و مستخرج أبي عوانة: 6592.
③ صحيح البخاري: 6295.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پلوؤں کو پشت کی جانب گردن کے پاس باندھ دیا جاتا ہے۔ اس حالت میں بچے کے ہاتھ چادر میں بندھ جاتے ہیں اور وہ صحیح طرح سے اپنے ہاتھوں کو استعمال میں نہیں لا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کیفیت سے منع فرمایا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ»[1]

شارحین نے حدیث میں مذکور: ''بند بکّل'' کی ایک کیفیت یہی بیان کی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔ مذکورہ روایت کی روشنی میں بچوں کو اس طرح لپیٹنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بسوں کے شیشے بند رکھیں

موسم سرما میں ایک چیز یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ دورانِ سفر کوئی ایک شخص بس یا ٹرین کا شیشہ کھول دیتا ہے۔ اگرچہ شیشہ کھولنا اس شخص کی مجبوری ہو مگر اس سے دوسرے مسافروں کو شدید پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک شیشہ کھلنے کی وجہ سے سب لوگ سردی سے ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، لہٰذا اگر کبھی شیشہ کھولنے کی ضرورت پڑ بھی جائے تو اس قدر کھولیں کہ دوسرے مسافروں کے لیے وہ تکلیف کا باعث نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»

[1] صحيح البخاري: 367.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''(حقیقی) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ ہوں۔''[1]

آدھا دھوپ میں آدھا سائے میں

موسم سرما میں دھوپ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جب موسم سخت سرد ہو تو لوگ بیٹھنے کے لیے اس جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں دھوپ ہو۔ ڈاکٹر اور حکیم حضرات بھی موسم سرما میں خاص طور پر مریضوں کو دھوپ میں بیٹھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے دیگر معاملات کی طرح دھوپ کے استعمال میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی آدھا دھوپ میں بیٹھے اور آدھا سائے میں۔[2]

یعنی آدمی کا پورا جسم یا تو دھوپ میں ہو یا سائے میں۔ یہ نہ ہو کہ آدھے جسم پر دھوپ ہو اور آدھے جسم پر سایہ ہو۔ اس کیفیت سے منع کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت نہیں ہے، البتہ ڈاکٹر اور حکیم حضرات بھی اس کے طبی نقصانات کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔

گیس کمپریسر کا استعمال

لوڈ شیڈنگ پاکستان کا ایک بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ پہلے تو صرف بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی مگر اب کچھ برسوں سے موسمِ سرما میں گیس کی لوڈ شیڈنگ ہونا بھی شروع ہو چکی ہے۔ لوڈ شیڈنگ کی اس اذیت سے بچنے کے لیے اکثر لوگ گیس کمپریسر کا

[1] صحيح البخاري: 9. [2] سنن أبي داود: 4821.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کمپریسر پائپ لائن میں سے گیس کھینچ کر آگے چولہے کو سپلائی کرتا ہے۔ پہلے جو گیس کم آرہی ہوتی ہے اب وہ تیزی سے آنا شروع ہوجاتی ہے اور چولہا تیز چلنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ یہ کمپریسر نقصان کا سبب بن جاتا ہے، وہ اس طرح کہ اس میں اس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ چولہا بند کرنے سے پہلے کمپریسر بند کیا جائے۔ اگر چولہا بند کردیا جائے اور کمپریسر چلتا رہے تو وہ پھٹ جاتا ہے جو کسی نہ کسی نقصان کا سبب بنتا ہے۔ بہرحال یہ تو ایک اضافی بات تھی۔ اصل بات جو بیان کرنے کا ہمارا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ پائپ لائن میں گیس بہت کم آنے کی وجہ سے کسی بھی محلے کے تمام گھروں میں گیس بہت کم آرہی ہوتی ہے۔ جب محلے میں سے کوئی گھر گیس کمپریسر لگوالیتا ہے تو پائپ لائن میں جو تھوڑی بہت گیس آرہی ہوتی ہے وہ بھی یہ کمپریسر کھینچ لیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بقیہ گھروں میں گیس جانا یا تو بالکل بند ہوجاتی ہے یا پھر پہلے سے بھی کم ہوجاتی ہے، یعنی جو گیس سب کو ملنی تھی اب یہ شخص اکیلا ہی استعمال کررہا ہے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے اس عمل سے دوسروں کی حق تلفی تو نہیں ہورہی؟ جو گیس دوسروں کے حصے کی تھی اسے بذریعہ کمپریسر اپنی طرف کھینچ کر ہم ان کے لیے اذیت کا باعث تو نہیں بن رہے؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

موسم سرما اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ

موسم سرما کے حوالے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک عجیب بات احادیث میں ملتی ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور موضوع کی مناسبت سے ہم اس کو یہاں نقل کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ موسم سرما میں موسم گرما کے کپڑے اور موسم گرما میں موسم سرما کے کپڑے استعمال کرتے رہتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں کہ سخت سردی کے موسم میں بھی گرمی کے کپڑے پہنتے ہیں تو انھوں نے جواباً کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

«أَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ»

''اے اللہ! تو اس (علی رضی اللہ عنہ) سے گرمی اور سردی کو دور کر دے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«فَمَا وَجَدْتُّ حَرًّا وَّلَا بَرْدًا بَعْدَ يَوْمَئِذٍ»

''اس دن کے بعد میں نے کبھی (سخت) گرمی یا (سخت) سردی محسوس نہیں کی۔''[1]

---

[1] سنن ابن ماجه: 117، حسنه الألباني.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسمِ گرما سے متعلقہ احکام و مسائل

انسان بھی عجیب فطرت کا مالک ہے۔ یہ نہ تو سخت سردی برداشت کرسکتا ہے اور نہ ہی بہت زیادہ گرمی، اسی طرح نہ تو مستقل سردی اس کی طبیعت کو بھاتی ہے اور نہ ہی گرمی۔ انسان جانتا بھی ہے کہ سردی کے موسم میں معاملات زندگی انجام دینے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر پھر بھی موسم سرما کا بڑی شدت سے انتظار کرتا ہے۔ اسی طرح موسم گرما کی شدت کا بھی اسے اندازہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی اپنے دل میں اس کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کے پیش نظر سال کے بارہ مہینوں کو مختلف پانچ موسموں میں تقسیم کردیا ہے: موسم سرما، موسم بہار، موسم گرما، موسم خزاں اور مون سون کا موسم۔ ان پانچوں موسموں میں سے طویل دورانیہ موسم گرما کا ہوتا ہے۔ موسم گرما میں گرمی کی بڑی شدت پائی جاتی ہے۔ موسم گرما کی اس شدت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَينِ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ فِي الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آگ نے اپنے رب سے التجا کرتے ہوئے کہا: ''اے میرے رب! (شدت کی وجہ سے) میرا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں۔ موسم سرما میں سردی کی شدت اور موسم گرما میں گرمی کی جو شدت تم محسوس کرتے ہو یہ انھی سانسوں کی وجہ سے ہے۔''[1]

گرمی کی اس شدت کو کم کرنے کے لیے انسان مختلف حربے اور طریقے اختیار کرتا ہے۔ انسانی سہولت کے ان طریقوں کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، خواہ وہ مسجد میں ہوں۔ لیکن اے سی، پنکھے یا کھڑکی کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے اگلی صفیں چھوڑ دینا اور انھی سہولیات ہی کو اولین ترجیح بنا لینا درست نہیں۔

دین اسلام وہ واحد دین ہے جو ہر موسم کے حوالے سے لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام موسم کی تبدیلی کی وجہ سے درپیش مسائل کا بہت آسان حل لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ذیل میں موسم گرما سے متعلقہ مسائل کو ذکر کرتے ہیں۔

موسم گرما کا لباس

جیسے ہی موسم تبدیل ہوتا ہے اس آنے والے موسم کے مطابق لباس بنانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ موسم گرما کا لباس بناتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ شرعی پابندیوں پر پورا اترتا ہو۔ اس قدر باریک اور چست لباس نہ بنایا جائے کہ اعضائے جسم اس میں سے نظر آنے لگیں۔ خصوصاً عورتوں کو لباس بناتے وقت

[1] صحيح البخاري: 3260.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ان کا لباس باریک اور تنگ نہ ہو۔ ایسی عورتیں جو لباس تو پہنے ہوئے ہوں مگر ان کے جسم کے اعضاء نظر آتے ہوں یا جسمانی بناوٹ واضح ہوتی ہو ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا»

''دو قسم کے جہنمی لوگوں کو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا، ایک قسم ان لوگوں کی کہ جو بیلوں کی دموں کی مانند کوڑوں سے لوگوں کو سزائیں دیں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو تک پائیں گی، جبکہ جنت کی خوشبو تو بہت زیادہ مسافت سے پائی جائے گی۔''[1]

رات کو سوتے وقت جو لباس استعمال کیا جائے وہ بھی مہذب ہونا چاہیے۔ ایسا لباس ہو کہ رات کو نیند کی حالت میں ستر کے ظاہر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ عموماً ہمارے دیہاتی معاشرے میں لوڈ شیڈنگ کے باعث مرد حضرات گلیوں میں سوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر رات کو چادر باندھ کر سوتے ہیں جس میں ستر کے کھلنے کا

[1] صحیح مسلم: 2128.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندیشہ ہوتا ہے۔ چونکہ انسان نیند کی حالت میں بے ہوش ہوتا ہے، اس لیے ایسا لباس استعمال کیا جائے جس سے بندے کی عزت و وقار میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔

یاد رہے! مردوں کا ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ستر میں شمار ہوتا ہے۔ جسم کے اس حصے کا چھپا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ ہمارے ہاں مردوں خصوصاً نوجوانوں میں یہ ایک معمول بن چکا ہے کہ وہ موسم گرما میں ایسی نیکر پہنتے ہیں جو گھٹنوں سے بھی اوپر تک ہوتی ہے جس سے ران کا کچھ حصہ بھی ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ مرد حضرات کو بھی اس قسم کے لباس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ جس میں ستر واضح ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

«لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ فَإِنَّ الْفَخِذَ مِنَ الْعَورَةِ»

''اپنی ران کو ظاہر نہ کرو، اس لیے کہ ران بھی ''ستر'' کا حصہ ہے۔''[1]

ایک صحابی معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں ہمارے ستروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، کیا اختیار کریں اور کیا چھوڑیں؟ یعنی کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِحْفَظْ عَورَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ»

''صرف اپنی بیوی اور لونڈی کے سامنے ستر ظاہر کرو، باقی سب سے چھپا کر رکھو۔''

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگ ملے جلے بیٹھے ہوئے ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن الدارقطني:298/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا»

''جہاں تک ہو سکے کوئی تیرا ستر ہرگز نہ دیکھے۔''

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جب کوئی اکیلا ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ»

''لوگوں کی نسبت اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''[1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَورَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰى عَورَةِ الْمَرْأَةِ»

''آدمی دوسرے آدمی کی ستر نہ دیکھے اور نہ ہی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔''[2]

نماز کے لیے لباس

موسم گرما میں گرمی کی شدت اور لوڈشیڈنگ کی اذیت ناک صورت حال کی وجہ سے ہلکا لباس استعمال کیا جاتا ہے۔ اکثر مرد حضرات گھر میں بنیان اور شلوار وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ نماز کے لیے لباس کیسا ہونا ضروری ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

''اے بنی آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔''[3]

---

① سنن أبي داود: 4017. ② صحيح مسلم: 338. ③ الاعراف 31:7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت میں زینت سے مراد ایسا لباس ہے جو ستر کو ڈھانپنے والا ہو۔ کوئی بھی ایسا لباس کہ جس سے نماز کے کسی بھی رکن میں ستر ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو اس سے بچا جائے۔ خصوصاً وہ لوگ جو پینٹ استعمال کرتے ہیں انھیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ مرد کا ستر گھٹنوں سے ناف تک کا حصہ ہے۔[1]

اسی طرح اگر کندھوں پر کپڑا نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا يُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيهِ شَيْءٌ»

''کوئی بھی شخص ایک کپڑے میں ایسی صورت میں نماز ادا نہ کرے کہ اس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو، یعنی پہلے کندھوں کو ڈھانپے اور پھر نماز ادا کرے۔''[2]

اگر بازو والی بنیان پہن لی جائے تو وہ بھی کافی ہو جائے گی۔

بالغ لڑکیوں کا ہاتھ، چہرے اور پاؤں کے علاوہ تمام جسم کا ڈھانپنا ضروری ہے بصورت دیگر ان کی نماز ناقابل قبول ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ»

''اللہ تعالیٰ بالغ لڑکی کی چادر اوڑھنے کے بغیر پڑھی ہوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔''[3]

موسم گرما میں بعض مساجد میں کچھ خاص اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ سخت دھوپ کی وجہ سے مسجد کے صحن کا فرش گرم ہو جاتا ہے۔ اس کو پانی کے چھڑکاؤ سے ٹھنڈا کیے بغیر ہی مغرب اور عشاء کی نماز وہاں ادا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے دورانِ سجدہ بہت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ جب کبھی ایسی

---

① صحيح البخاري، قبل الحديث:371. ②صحيح البخاري:359. ③سنن أبي داود:641.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت حال ہو تو سجدے کی جگہ پر کوئی کپڑا یا رومال وغیرہ رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو گرمی کی شدت کی وجہ سے سجدے کی جگہ کوئی کپڑا بچھا لیتے تھے۔ [1]

کھیلوں کا لباس

دین اسلام اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ اسلام اگر عبادات کا پابند کرتا ہے تو کھیلوں کے حوالے سے بھی کلی طور پر قدغن نہیں لگاتا۔ وہ کھیل جن میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو ان کا جواز موجود ہے۔ ہمارے ہاں موسم گرما میں کچھ کھیل بہت زیادہ کھیلے جاتے ہیں۔ کبڈی اور کشتی بھی انھی کھیلوں میں سے ہیں۔ یہ کھیل خصوصاً دیہی علاقوں میں کھیلا جاتا ہے۔ ان کھیلوں میں جو لباس پہنا جاتا ہے وہ ایک مختصر ''جھانگیہ'' ہوتا ہے۔ ہم پہلے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ ایک مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہوتا ہے۔ یہ مختصر جھانگیہ فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دیتا ہے، لہٰذا یہ کھیل کھیلنے والوں کو ایسے جھانگیے پہننے کے بجائے ایسی نیکر پہننی چاہیے جو کم از کم گھٹنوں تک ہو۔ اسی طرح باقی تمام کھیلوں میں بھی اس چیز کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

نہانے کا لباس

موسم گرما میں لوڈ شیڈنگ سے تنگ لوگ موسم کی شدت سے بچنے کے لیے نہانے کی جگہوں کا رخ کرتے ہیں۔ اس کے لیے عموماً ٹیوب ویل، نہر یا سوئمنگ پول کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر نہایت باریک لباس پہنا ہوتا ہے۔ جب ایسا لباس پہن کر نہایا جاتا ہے تو اس سے اعضائے جسم واضح طور پر نظر آنے

[1] صحيح البخاري: 385.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگتے ہیں۔ یہ بھی ستر اور شرمگاہ کو واضح کرنے کے مترادف ہی ہوتا ہے۔ بعض جگہوں میں تو یہ چیز بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ مرد وخواتین ایک ہی جگہ نہا رہے ہوتے ہیں۔ فحاشی اور بے حیائی کا یہ منظر ایک شیطانی میلے کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ وہاں پھر کیا کچھ ہوتا ہے یہ سب بیان سے باہر ہے۔ کسی بھی کالج یا یونیورسٹی کے مخلوط تفریحی پروگراموں میں بھی یہ چیز عام طور پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ طلبہ اور طالبات ایک ہی سوئمنگ پول میں نہاتے ہوئے بے حیائی کا منظر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ طلبہ اور طالبات کے ایک ساتھ نہانے کی ویڈیو اور تصاویر انٹرنیٹ پر اپ لوڈ ہوتی رہتی ہیں جو ہمارے تعلیمی اداروں میں فحاشی اور بے حیائی کے موجود ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ بہرحال نہانے کے اس مخلوط سسٹم سے بچ کر رہنا چاہیے، خصوصاً خواتین کو سرعام نہانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مرد حضرات کو نہاتے وقت ایسا لباس پہننا چاہیے جو باریک اور تنگ نہ ہو بلکہ ستر اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہو۔ ایسا لباس پہننے والوں کے بارے میں وعید پہلے صفحات پر گزر چکی ہے۔

پسینے کی بدبو

انسانی جسم کو حرارت ملنے پر پسینے کا آنا ایک فطری عمل ہے۔ بعض اوقات یہ پسینہ اپنے اور دوسرے لوگوں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی غسل نہ کرے یا دھلا ہوا صاف ستھرا لباس استعمال نہ کرے۔ جب ایسا شخص کسی مجلس میں جاتا ہے یا نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو لوگوں کے لیے تکلیف کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ صورت حال پیدا ہوئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو غسل کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ اپنا کام کاج خود ہی کیا کرتے تھے۔ جب وہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے آتے تو ایسے ہی چلے آتے، یعنی غسل نہ کرتے اور پسینہ بہہ رہا ہوتا تو انھیں کہا گیا کہ کاش! تم غسل کرتے۔ [1]

گویا جب پسینہ لوگوں کی تکلیف کا باعث بنے تو اس صورت میں غسل کر لینا چاہیے اور صاف ستھرا دھلا ہوا لباس پہننا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ»

''جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں وہ چیز فرشتوں کے لیے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے۔'' [2]

یعنی پسینے کی یہ بدبو فرشتوں کے لیے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ خوشبو کا استعمال کرے۔ خوشبو لگانے کی فضیلت احادیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اسے خوشبو بھی لگانی چاہیے۔'' [3]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگانے کے لیے یا تحفے میں دیتا تو آپ ﷺ اس کو رد نہیں کرتے تھے۔ [4]

---

① صحيح البخاري: 902-903. ② صحيح مسلم: 564. ③ صحيح البخاري: 880.
④ صحيح البخاري: 2582.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اس حوالے سے ایک بات ذہن نشین رہے کہ خوشبو کا استعمال نہانے کے بعد کیا جائے تاکہ جب پسینہ آئے تو بدبو پیدا نہ ہو، بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب پسینے میں بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کے لیے خوشبو لگالی جاتی ہے جس کی وجہ سے صورت حال مزید بگڑ جاتی ہے۔

بہرحال پسینہ آنا ایک فطری چیز ہے، البتہ اس حوالے سے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تاکہ آدمی کی اپنی طبیعت بھی ٹھیک رہے اور دوسروں کے لیے بھی تکلیف کا باعث نہ بنے۔

موسم گرما اور رمضان

موسم گرما میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا بڑے حوصلے کی بات ہوتی ہے۔ کچھ لوگ تو صحیح سلامت اور تندرست ہونے کے باوجود بھی روزے نہیں رکھتے۔ اسی طرح بعض لوگ روزہ رکھنے میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ شریعت نے جن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے وہ اسے اپنانے کے بجائے تنگی اور مشقت کا سامنا کرتے ہیں۔ اس مشقت کو برداشت کرنے میں ان کی نیت زیادہ اجر وثواب حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا یہ طرزِ عمل شریعت کی روشنی میں حوصلہ افزا نہیں ہے۔ انھی رخصتوں میں سے ایک رخصت دورانِ سفر روزہ نہ رکھنے کی ہے۔ وہ سفر چاہے آرام دہ ہو یا تکلیف دہ، ہر صورت میں شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے۔ اگر کوئی شخص آرام دہ سفر کرتا ہے اور روزہ رکھنے میں اسے کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ایک شخص روزہ رکھتا ہے اور دوران سفر اسے روزہ رکھنے کی وجہ سے شدید تکلیف کا سامنا کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑتا ہے تو شریعت نے ایسا روزہ رکھنے کی حوصلہ شکنی تو کی ہے حوصلہ افزائی نہیں۔ اس لیے ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اس دن روزہ چھوڑ دے اور بعد میں اس کی قضا دے لے۔ شریعت نے جو رخصت اسے دی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے نہ کہ خوامخواہ اپنے آپ کو مشکل میں ڈالے۔ یہی عمل افضل اور زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کے دوران میں دیکھا کہ لوگوں نے ایک آدمی پر سایہ کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہے، اس لیے اس پر سایہ کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّومُ فِي السَّفَرِ»

''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ سفر میں ایسی حالت میں روزہ رکھنا کوئی زیادہ اجر وثواب کا باعث نہیں ہے۔

ٹھنڈا پانی اور مشروبات

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بے شمار نعمتیں ہیں جن کا انکار ناممکن ہے۔ موسم گرما میں ٹھنڈا پانی اور دیگر مشروبات بھی اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔ ٹھنڈا پانی اللہ تعالیٰ کی کس قدر بڑی نعمت ہے موسم گرما میں اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ٹھنڈے پانی کی اہمیت سیدنا داؤد علیہ السلام کی دعا سے بھی واضح ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے:

---

[1] صحيح البخاري: 1946.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ»

''اے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میرے نفس، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔''①

ان نعمتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔ قیامت کے دن ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ مشہور ہے۔ نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو سخت بھوک اور پیاس نے تنگ کیا تو آپ ﷺ اور صاحبین اپنے اپنے گھروں سے نکلے۔ ایک انصاری صحابی ابو الہیثم رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو اس نے آپ ﷺ اور صاحبین کی بہترین ضیافت فرمائی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ طَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ»

''اللہ کی قسم! یہ ٹھنڈا سایہ، تر کھجوریں اور ٹھنڈا پانی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں، قیامت کے دن تم سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''②

گرمی کا بخار اور ٹھنڈا پانی

ہم اپنے معاشرے میں رہتے ہوئے اکثر یہ سنتے ہیں کہ فلاں شخص کو گرمی کا بخار ہے۔ گرمی کے بخار میں بیشتر اوقات ڈاکٹر اور حکیم حضرات بھی مریض کو نہلانے کا

① جامع الترمذي:3490، ضعيف. ② صحيح مسلم:2038، وجامع الترمذي:2369.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے کئی سال قبل ہی گرمی کے بخار کا توڑ بتا دیا تھا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«الحُمَّى مِنْ فَيحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَآءِ»

''بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔''①

موسم گرما اور دھوپ

موسم گرما کی دھوپ میں انتہا قسم کی شدت پائی جاتی ہے۔ دھوپ میں سفر کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ دھوپ کی شدت کی وجہ سے زمین بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تو مساجد کے صحن بھی اس قدر شدید گرم ہو چکے ہوتے ہیں کہ جوتا اتار کر صحن میں چلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس شدید تپش کے باجود بھی بعض لوگ بلا وجہ دھوپ میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ وہ سائے میں چلنے کی بجائے دھوپ میں چلنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا وجہ دھوپ میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو دھوپ میں کھڑا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا، رات تک سائے میں نہیں آئے گا، کلام نہیں کرے گا اور کھڑا رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

① صحيح البخاري:3264.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ»

''اسے چاہیے کہ کلام کرے، سائے میں آئے، بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔''[1]

موسم گرما میں جانوروں سے حسن سلوک

جس طرح انسان گرمی میں سخت پیاس محسوس کرتا ہے بعینہ جانور بھی محسوس کرتے ہیں۔ بعض اوقات پانی نہ ملنے پر پیاس کی وجہ سے جانور مر بھی جاتے ہیں۔ پاکستان کے علاقے چولستان میں جانوروں کی ایسی اموات بکثرت ہوتی ہیں۔ انسانوں کو چاہیے کہ اپنی بھوک اور پیاس پر قیاس کرتے ہوئے خصوصاً موسم گرما میں جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔ اس حوالے سے بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ جب اس نے ایک کتے کی پیاس کو محسوس کرتے ہوئے بڑی مشکل سے کنویں سے پانی نکال کر اس کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیے اور اسے جنت میں داخل فرما دیا۔[2]

اس کے برعکس اس عورت کو جہنم میں ڈال دیا گیا جس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا، اس نے نہ ہی اس کو کھلایا اور نہ ہی اسے کچھ پلایا، حتی کہ وہ بلی مر گئی۔[3]

مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہمیں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر گھر میں جانور رکھے ہوئے ہیں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے، خصوصاً موسم

---

① صحيح البخاري: 6704، وسنن ابن ماجة: 2136. ② صحيح مسلم: 2245,2244.
③ صحيح مسلم: 2243.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرما میں ان کو پانی پلانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتی جائے۔

ایسے ہی ایک جانور نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تھی جس کی خوراک کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار قضائے حاجت کے لیے ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ باغ میں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ اونٹ نے جب نبی ﷺ کو دیکھا تو اس نے رونی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

«مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ»

''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟''

ایک انصاری جوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ»

''کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور بہت تھکاتا ہے۔''[1]

پرندوں کے لیے چھت پر پانی رکھنا

شہر میں کسی بلند عمارت پر چڑھ کر ادھر ادھر نظر دوڑائیں تو بہت سارے گھروں کی

[1] سنن أبي داود: 2549.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھتوں پر مٹی کے برتنوں میں رکھا ہوا پانی نظر آتا ہے۔ بعض چھتوں پر ایک برتن میں پانی اور ایک میں دانہ وغیرہ ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ برتنوں میں یہ پانی اڑتے پھرتے پرندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نیت سے رکھا جاتا ہے۔ اگر صرف یہی نیت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جن پرندوں کو پینے کے لیے کہیں پانی نہیں ملتا وہ یہاں سے بآسانی پانی پئیں گے اور پانی رکھنے والوں کو اجر سے نوازا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک موقعے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا اگر ہم چوپاؤں کو کھلائیں پلائیں تو اس پر بھی ہمیں اجر سے نوازا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ»

''ہر جاندار کو کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔''[1]

البتہ ہمارے ہاں اس حوالے سے ایک اور سوچ پائی جاتی ہے جو محلِ نظر ہے۔ اگر کسی کا کوئی کام نہ ہو رہا ہو یا اولاد نہ ہو رہی ہو تو وہ اس نظریے کے تحت مٹی کے برتنوں میں پانی اور پرندوں کی خوراک ڈال کر چھت پر رکھتے ہیں کہ اس طرح ان کا کام ہو جائے گا۔ اگر اولاد نہیں ہو رہی تو یہ عمل کرنے سے اولاد ہو جائے گی۔ اس طرح کی سوچ یا نظریے کا ثبوت ہمیں شریعت سے کہیں نہیں ملتا ہے۔ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ حسن سلوک کا اجر ضرور ہے مگر ان کے ساتھ اپنی مشکلات کے حل کو جوڑ لینے کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی۔

پھوڑے اور پھنسیوں پر مسح

موسم گرما میں گرمی کی شدت کی وجہ سے اکثر لوگوں کے جسم پر پھوڑے اور

[1] صحيح البخاري: 2363.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھنسیاں نکل آتے ہیں۔ بعض پھوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو پانی سے بچانا ضروری ہوتا ہے ورنہ ان کے بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر پھوڑا اعضائے وضو میں سے کسی عضو پر ہو تو وضو کرنے میں بہت پریشانی ہوتی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وضو کے لیے پھوڑے والی جگہ کو مکمل طور پر دھونا لازمی اور ضروری ہے۔ ورنہ وضو مکمل نہیں ہوگا۔ یوں وہ زخم بگڑ جاتا ہے جس وجہ سے بہت زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شریعت اسلامیہ اپنے ماننے والوں کو ایسی کسی مصیبت میں مبتلا نہیں کرتی۔ شرعاً اس حوالے سے بہت آسانی رکھی گئی ہے۔

نبی ﷺ کے دور میں ایک ایسا ہی واقعہ رونما ہوا تھا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی سفر پر گئے، ایک صحابی کے سر پر پتھر لگنے کی وجہ سے زخم ہو گیا۔ اگلی رات اسے غسلِ جنابت کی حاجت پیش آ گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا تم میرے لیے کوئی رخصت پاتے ہو کہ غسل کی بجائے تیمّم کر لوں؟ انھوں نے کہا: نہیں، تمھیں غسل ہی کرنا ہوگا۔ جب اس نے غسل کیا تو پانی زخم کے اندر چلا گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ جب نبی ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے بہت سخت غصے کا اظہار کیا اور فرمایا:

«قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِبَ عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ»

''انھوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ اللہ انھیں ہلاک کرے، انھوں نے پوچھ کیوں نہ لیا، جبکہ انھیں علم نہ تھا۔ بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رکھتا، پھر اس پٹی پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔"[1]

اس روایت کے آخری الفاظ کے بارے میں اگرچہ کلام ہے مگر معنا درست ہیں کہ اسے چاہیے تھا کہ وہ تیمم کرتا یا پھر زخم پر کوئی پٹی وغیرہ باندھ لیتا اور باقی جسم پر پانی بہا لیتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اگر ایسا کوئی زخم یا پھوڑا وغیرہ ہو جس پر پانی لگنے سے اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس کی اطراف سے دھو لینا ہی کافی ہے، اس جگہ کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

واپڈا اہلکاروں کو گالی دینے سے گریز

پاکستان کے قومی مسائل میں سے ایک مسئلہ لوڈشیڈنگ کا ہے۔ پاکستان کے اکثر علاقوں میں بجلی کے آنے یا جانے کا کوئی شیڈول نہیں ہے۔ کوئی مرتب شدہ شیڈول نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا رہتا ہے۔ اجتماعی طور پر تو پوری قوم اس مسئلے کی وجہ سے پریشان ہے ہی اور انفرادی طور پر اگر کوئی شخص ایسا کام کر رہا ہو جس میں بجلی کا بہت زیادہ عمل دخل ہو اور پھر غیر علانیہ طور پر بجلی بند ہو جائے تو اس وقت اس کی جو حالت اور کیفیت ہوتی ہے بیان سے باہر ہے۔ خصوصاً اگر کسی شخص نے کسی دعوت پر جانا ہو اور کپڑے استری کرنے کے دوران بجلی چلی جائے تو واپڈا اہلکاروں کی شامت آجاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے آفس یا کہیں اور جانا ہو اور غسل کے لیے پانی بھی نہ ہو اور بجلی کا بھی نام ونشان نہ ہو تو بھی واپڈا والوں کی خیر نہیں۔ خصوصاً جب موسم گرما ہو، گرمی اپنے جوبن پر ہو،

[1] سنن أبي داود: 336.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوپہر کا وقت ہو، نہانے کو جی للچا رہا ہو، پانی کی ایک بوند بھی نہ ہو یا ٹینکی میں موجود پانی گرمی کی شدت سے کھول رہا ہو اور بجلی صبح سے غائب ہو تو یہ مرحلہ بھی بڑا صبر آزما ہوتا ہے۔ اس حالت میں اگر کوئی اپنے اوپر قابو پالے تو پالے ورنہ ہر قسم کا غصہ واپڈا ملازمین پر اتارا جاتا ہے۔ اس تمام صورت حال کا سبب صرف جذباتی پن ہے وگرنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ بجلی بند کرنے میں واپڈا ملازمین کا کوئی قصور نہیں ہے۔ جس طرح دیگر اداروں کے ملازمین متعلقہ ادارے کی انتظامیہ کے حکم کے پابند ہوتے ہیں یہی حالت واپڈا ملازمین کی ہے۔ اگر اس کا اختیار واپڈا ملازمین کے پاس ہو تو شاید وہ اس علاقے کی بجلی بند ہی نہ ہونے دیں جہاں ان کی اپنی رہائش ہو۔ اس اذیت ناک لوڈ شیڈنگ کا اصل سبب تو وہ ''مگر مچھ'' ہیں جو اس ادارے کو کنٹرول کرنے والے ہیں اور آئے دن اس قومی اثاثے کو پستی میں دھکیلتے جا رہے ہیں۔ البتہ موجودہ حکومت (نواز حکومت) اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

بہرحال لوڈشیڈنگ کی وجہ سے واپڈا ملازمین کو گالیاں دینا ایک اخلاقی جرم ہے۔ اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ بھی دیگر ملازمین کی طرح مجبور ہیں۔ کسی مسلمان کو گالی دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ»

''مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے۔''[1]

رات کے وقت دوسروں کے گھر جھانکنا

موسم گرما میں لوگوں کی اکثریت گھروں کی چھتوں پر سوتی ہے۔ اس کی بنیادی

[1] صحيح البخاري:6044.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ یہ ہوتی ہے کہ اگر رات کو بجلی نہ بھی ہو تو موسم نارمل ہونے کی وجہ سے آدمی آرام سے سو سکتا ہے۔ چھت پر سونے کے حوالے سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث میں ایسی چھت پر سونے سے منع کیا گیا ہے جس کے چاروں طرف کوئی دیوار وغیرہ نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ بَاتَ فَوقَ بَيتٍ لَيسَ لَهُ إِجَارٌ فَوَقَعَ فَمَاتَ فَبَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهِ فَمَاتَ فَقَدْ بَرِأَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ»

www.kitabosunnat.com

''جو شخص بھی کسی ایسی چھت پر سوئے جس کی منڈیریں نہ ہوں تو وہ گر کر فوت ہو جائے تو اس کا ذمہ نہیں ہے (یعنی اس کی اپنی غلطی ہے)۔ اسی طرح جو شخص تلاطم کے باوجود سمندری سفر پر روانہ ہو اور وہ حادثے کا شکار ہو کر فوت ہو جائے تو اس کا ذمہ بھی نہیں ہے۔''[1]

اس ممانعت کی وجہ آدمی کو اس حادثے سے محفوظ رکھنا ہے جس سے اس کی موت بھی واقع ہونے کا خدشہ ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص نیند ہی میں اٹھ کر چلنا شروع کر دے تو دیوار نہ ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گر جائے گا۔ نیچے گرنے کی وجہ سے چوٹ لگنے کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ وہ اس کیفیت سے گرے کہ گرتے ہی اس کی موت واقع ہو جائے۔

دوسری بات یہ کہ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چھت پر سے دوسرے لوگوں کے گھروں میں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں، یہ دیکھنے کے لیے کہ کون کیا کر

[1] مسند أحمد: 79/5، والسلسلة الصحيحة: 327/2، حديث: 828.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے اور کون کیسے سویا ہوا ہے۔ یہ ایک بری عادت ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی جرم بھی ہے۔ جس گھر میں یہ جھانک رہا ہے اس گھر والے اگر اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو ان سے قصاص یا دیت نہیں لی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ»

''اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت جھانکتا ہے، اسی دوران گھر والے اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس آدمی کے لیے نہ تو دیت ہے اور نہ ہی قصاص۔''[1]

بچوں کو گھروں میں بند کر دو

موسم گرما میں چھوٹے بچے دیر تک گھر سے باہر گلی میں کھیلتے رہتے ہیں۔ بچوں کا یوں کچھ وقت نکال کر کھیلنا ان کی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ البتہ ایک خاص گھڑی ایسی ہے جب بچوں کو گھر سے باہر نہ نکالنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوهُمْ»

''جب رات کا اندھیرا (یعنی مغرب کا وقت) شروع ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لو، اس لیے کہ اس وقت شیاطین پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو

[1] صحيح مسلم: 2158، و سنن النسائي: 4864.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھیں چھوڑ دو (یعنی پھر کھیلیں کودیں اور چلیں پھریں)۔"[1]

چونکہ رات کے ابتدائی حصے میں شیاطین زمین پر پھیلتے ہیں جو بچوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، اسی لیے فرمایا کہ اس لمحے تھوڑی دیر کے لیے بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دو۔ جب ایک گھڑی گزر جائے تو پھر وہ کسی کام کے لیے یا کھیلنے کے لیے جانا چاہیں تو انھیں جانے دو۔

برتن ڈھانک کر رکھو

موسم گرما میں اکثر لوگ گھروں کی چھتوں پر یا کھلے صحن میں سوتے ہیں۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ رات کا کھانا کھا کر برتن وہیں کھلے آسمان تلے رکھ دیے جاتے ہیں۔ ان برتنوں کو ڈھانکا بھی نہیں جاتا ہے۔ اس طرح برتنوں کو ڈھانکے بغیر کھلے آسمان تلے رکھنا بہت بڑے نقصان یا تکلیف کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی قسم کے نقصان یا تکلیف سے بچنے کے لیے رات کے وقت برتنوں کو ڈھانکنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَآءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَو سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَالِكَ الْوَبَاءِ»

"رات کو اپنے برتن ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، اس لیے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں آسمان سے وبا نازل

[1] صحيح البخاري:3280.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ وہ وبا ہر برتن اور مشکیزے کے پاس سے گزرتی ہے۔ جو بھی برتن ڈھانپا نہ گیا ہو یا مشکیزے کا منہ باندھا نہ گیا ہو وہ اس برتن اور مشکیزے میں داخل ہو جاتی ہے۔''[1]

اس حدیث کی روشنی میں کوئی بھی برتن کھلے آسمان تلے ڈھانکے بغیر نہیں رکھنا چاہیے، مثلاً: اگر کوئی دیگچی یا پتیلا وغیرہ ہے تو اسے اس کے ڈھکن سے ڈھانپ دیا جائے۔ اسی طرح ایسے برتن جن کے ڈھکن نہیں ہیں، انھیں کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ دیا جائے۔ سب سے بہتر حل یہ ہے کہ برتن کچن وغیرہ ہی میں رکھے جائیں تاکہ اس وبا سے محفوظ رہ سکیں۔ آج کل جو خطرناک قسم کی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم اس طرف خاص توجہ نہیں دیتے اور پھر آسمان سے نازل ہونے والی وبا ہمارے برتنوں میں داخل ہو کر کسی موذی مرض کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ خاص طور پر ان ہوٹل مالکان کو بھی اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے جو ساری رات کھلے رہتے ہیں اور ان کے برتن کھلے پڑے رہتے ہیں۔ ایسے ہوٹل بھی آج کل معاشرے میں مختلف وباؤں کے پھیلنے کا سبب بن رہے ہیں۔

حدیث میں مشکیزے کا منہ باندھنے کا حکم ہے۔ چونکہ اس دور میں پانی ذخیرہ کرنے کے لیے مشکیزے استعمال ہوتے تھے اس لیے نبی ﷺ نے ان کے منہ باندھنے کا حکم دیا۔ موجودہ دور میں اس کے متبادل پانی کی ٹینکیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر ٹینکی کا ڈھکن ٹوٹ جائے تو اس پر خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ وہ ٹینکی دن رات ایسے ہی کھلی پڑی رہتی ہے۔ ایسی ٹینکی میں ایک تو

[1] صحیح مسلم: 2014.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمانی وبائیں داخل ہوں گی اور دوسرا کسی موذی جانور کے ٹینکی میں گرنے کا اندیشہ موجود رہتا ہے جو کسی بھی بڑے نقصان کا باعث بن سکتا ہے، لہٰذا ہمیں اس طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیے۔ یہ ایک معمولی سا کام کر کے ہم بڑی بڑی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔

موسم گرما اور گندم کا عشر

موسم گرما میں گندم بھی تیار ہوتی ہے۔ گندم کے حوالے سے شرعی تعلیمات یہ ہیں کہ فصل تیار ہونے کے بعد جب اس کی کٹائی کی جائے تو اس میں سے کچھ حصہ اللہ کے لیے نکالا جائے جو فقراء اور غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾

''اور جس دن (کھیتی) کاٹو، اللہ کا حق بھی اس میں سے ادا کرو۔''[1]

فقراء اور غرباء میں تقسیم کے لیے کتنا حصہ نکالا جائے؟ اس کی دو صورتیں ہیں:

① اگر یہ فصل ایسی جگہ تیار کی گئی ہے جو بارانی ہے یا وہاں کھیتی کو پانی دینے کے لیے ٹیوب ویل وغیرہ کی صورت میں خاص اہتمام نہیں کرنا پڑتا بلکہ پانی خود ہی ندی نالوں کے ذریعے کھیتی تک پہنچتا ہے تو ایسی صورت میں عشر (دسواں حصہ) ادا کیا جائے گا۔

② اگر فصل ایسی جگہ تیار کی گئی ہے جو بارانی علاقہ نہیں ہے بلکہ فصل کو پانی دینے کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے، مثلاً: ٹیوب ویل، نہروں یا کنووں کے ذریعے

[1] الأنعام 6:141.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھیتی کو سیراب کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں کل فصل میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) ادا کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«فِيمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُونَ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ»

''وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔''[1]

دنیا کی گرمی اور آخرت کی گرمی

دنیا میں بھی بڑے بڑے گرم دن آتے ہیں۔ بہرحال آخرت کا دن دنیا کی اس گرمی کے مقابلے میں کئی درجے زیادہ سخت ہے۔ ان ایام اور آخرت کے ایام کا کوئی موازنہ ہی نہیں۔ جس طرح ہر آدمی دنیا کی گرمی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اس سے زیادہ آخرت کی گرمی سے بچنے کی کوشش کرے۔ آخرت کی گرمی کس قدر شدید ہوگی اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ○ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ○ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ○ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴾

''اور بائیں (ہاتھ) والے، کیا (حقیر) ہیں بائیں ہاتھ والے! (وہ) سخت گرم

[1] صحيح البخاري: 1483.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا اور کھولتے پانی میں (ہوں گے) اور سیاہ ترین دھویں کے سائے میں، نہ (وہ) ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش۔''①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ فَيَكُونَ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا»

''قیامت کے دن سورج ایک میل کے فاصلے پر لوگوں کے قریب آ جائے گا۔ لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں غرق ہوں گے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، بعض لوگ گھٹنوں تک پسینے میں غرق ہوں گے، بعض لوگوں کی کمر تک پسینہ ہوگا اور بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ انھیں پسینے کی لگام ڈالی گئی ہوگی، یعنی پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔''②

آدمی کو چاہیے کہ اعمال صالحہ بجا لائے تاکہ اس گرمی سے بچنے کا سامان پیدا ہو، اس لیے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن کی ہولناکی سے بچا کر اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عطا فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَومَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ

① الواقعہ56:41-44. ② صحیح مسلم:2864.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ إِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ»

''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنا سایہ (اپنے عرش کا سایہ) عطا فرمائے گا جس دن اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: ① عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔ ② وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھتا ہے۔ ③ وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔ ④ وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں۔ ان کے باہم ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد اللہ کی رضا ہوتی ہے۔ ⑤ وہ شخص جسے اچھے خاندان کی حسین وجمیل عورت دعوت گناہ دے اور وہ یہ کہتے ہوئے اس کی دعوت ٹھکرا دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جو چھپا کر صدقہ کرتا ہے، حتیٰ کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بھی اس بات کا علم نہیں ہوتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ ⑦ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور (اللہ کے خوف کی وجہ سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔''[1]

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انھی لوگوں میں شامل کر دے۔ آمین

---

① صحيح البخاري: 660.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسم گرما اور مزدور

موسم گرما میں چمکتی دھوپ میں مزدوری کرنا بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔ مزدور پسینے میں اس طرح شرابور ہوتے ہیں گویا ان پر پانی کا ایک ٹب انڈیل دیا گیا ہے۔ ایسے ہی افراد ہوتے ہیں جو اپنی کمائی کو خون پسینے کی کمائی کہتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسے افراد سخت گرمی میں اپنے خون کو جلا کر اور پسینہ بہا کر حلال روزی کما رہے ہوتے ہیں۔ ایسے مزدوروں کو بروقت ان کی مزدوری ادا کرنا ان کا حق ہے۔ اکثر ٹھیکیدار، ملز اور فیکٹری مالکان وغیرہ مزدوروں سے کام تو کروا لیتے ہیں مگر ان کی اجرت دیتے وقت انھیں بہت تنگ کرتے ہیں۔ یہ صورتحال صرف ملوں اور فیکٹریوں ہی میں نہیں بلکہ دفتروں اور دیگر پرائیویٹ اداروں میں بھی نچلے طبقے کے ورکر حضرات بھی ظلم کی اس چکی میں پس رہے ہیں۔ بعض اداروں میں مالکان اور افسران بالا کو بھی مزدوروں اور ورکروں سے بڑی شکایات ہوتی ہیں۔ مزدوروں، ملازموں اور مالکان کے تعلق سے ایک تفصیلی بحث ہم نے ماہنامہ ضیائے حدیث میں شائع کی تھی، افادۂ عام کے لیے اسے یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزدوروں اور ملازموں کے حقوق

یکم مئی کو ''مزدوروں اور محنت کشوں کا عالمی دن'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا کب، کیوں اور کیسے ہوئی؟ اس بحث سے اخبارات اور رسائل و جرائد بھرے پڑے ہیں۔ البتہ اتنا عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ دن 1986ء سے منایا جارہا ہے۔ یوں خاص ایام منانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ ایک الگ موضوع ہے۔ ہم یکم مئی کی نسبت سے مزدوروں، غلاموں اور مالکوں سے متعلقہ چند گزارشات پیش کریں گے جن میں مزدوروں اور ملازموں کے حقوق و فرائض کے بیان کے ساتھ ساتھ مالکان اور منشی حضرات کے لیے بھی نصیحت اور سبق موجود ہے۔

میں یہ کام کیوں کروں؟

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ رزق حلال کمانے کے لیے کسی بھی ذریعہ معاش کو اختیار کرنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ذریعۂ معاش جیسا بھی کیوں نہ ہو، اگر اس میں حرام کی آمیزش نہیں ہے تو شریعت اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ فاقوں مر جاتے ہیں مگر کوئی کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جب انھیں کوئی چھوٹا موٹا کام کرنے کا کہا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آگے سے یہ کہتے ہیں کہ یہ کام کرنے میں ہماری بے عزتی ہے۔ اگر کسی کو کوئی نوکری کرنے کے لیے کہا جائے تو جواب ملتا ہے: یہ نوکری میرے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ ایسے بہت سارے لوگ اور کئی جملے آپ کو معاشرے میں سننے کو ملیں گے۔ اس کے برعکس جب ہم انبیاء، صحابہ وصحابیات کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایسے ایسے ذریعہ ہائے معاش ملتے ہیں جنھیں آج کے دور میں بے عزتی تصور کیا جاتا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں یہ بات مشترک رہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی نہ کسی لمحے بکریاں ضرور چراتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں اگر ایک ایکڑ کے مالک شخص کو بھی بکریاں چرانے کا کہا جائے تو اس کے تیور چڑھ جاتے ہیں، جبکہ بکریاں چرانے کا معاملہ اگر اس قدر گھٹیا ہوتا جتنا سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے انبیاء سے یہ کام نہ کرواتا۔ اسی طرح بعض انبیاء نے ایسے ذرائع معاش بھی اختیار کیے ہیں جن کے بارے آج یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ یہ صرف نچلے درجے کے افراد کا کام ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسے ایسے ذرائع معاش اختیار کیے تھے جن کے اپنانے میں آج عار محسوس کی جاتی ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اپنے گھروں میں رہتے ہوئے ایسے جائز ذرائع اختیار کیے ہوئے تھے جنھیں اپنانے میں آج کل کی عورتیں خاندان میں اپنی بہت بڑی بے عزتی تصور کرتی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ کہ رزق حلال کمانے کے لیے نہ تو کسی پیشے کو کم تر اور حقیر سمجھنا چاہیے اور نہ ہی اس پیشے سے منسلک افراد کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلاموں اور عام مزدوروں یا خادموں میں فرق

اسلام سے قبل غلاموں اور لونڈیوں پر بہت ظلم روا رکھا جاتا تھا۔ انھیں معاشرے کا حقیر اور ذلیل ترین طبقہ تصور کیا جاتا تھا جس بنا پر ان پر ظلم کرنا مالک کا حق سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے انھیں عزت بخشی اور معاشرے میں ایک مقام عطا فرمایا۔ موجودہ دور میں عام ملازموں یا خادموں کو بھی غلام سمجھ کر ان پر دور جاہلیت جیسا ظلم ڈھایا جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ غلاموں اور عام ملازموں اور خادموں کی حیثیت جدا جدا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے غلاموں کے مالکوں کو ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرنے کا پابند کیا ہے۔ اسی طرح غلاموں کے احکام الگ ہیں اور عام ملازموں/ خادموں کے الگ ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر عام ملازموں اور خادموں کو غلاموں پر قیاس کر بھی لیا جائے تب بھی اسلام ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ لہٰذا غلاموں اور خادموں کے فرق کو سمجھا جائے اور خادموں کے ساتھ غلاموں کا سا رویہ نہ رکھا جائے۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حسن ادب کے تعلق سے جو تعلیمات غلاموں کے لیے ہیں وہ عام ملازموں اور خادموں پر بھی لاگو ہوں گی۔

لفظ ''اجیر'' کی وسعت

عام طور پر اجیر کا معنی مزدور کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں مزدور کا لفظ ان افراد پر بولا جاتا ہے جو تعمیراتی کام سے منسلک ہوں۔ اجیر کے اصلی معنی اگرچہ مزدور ہیں مگر یہ لفظ اپنے معنی میں بڑی وسعت رکھتا ہے۔ اس میں وہ تمام افراد آجاتے ہیں جو کسی مقررہ اجرت پر وقتی طور پر کسی کا کوئی کام کریں یا مقررہ تنخواہ پر کسی کے تحت رہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام کریں۔ اس لیے ہماری اس بحث میں وہ تمام مرد و خواتین بھی مراد ہوں گے جو کسی بھی اعتبار سے اس ضمن میں آتے ہیں۔ چاہے وہ تعمیراتی کام سے منسلک ہوں یا دفتری اور گھریلو ملازمین کی صورت میں ہوں یا فیکٹری، ملوں اور دکانوں پر کام کرنے والے افراد۔

عام طور پر ہمارے ہاں مزدور کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں:

① وہ مزدور جو تمام لوگوں میں مشترک ہوتے ہیں، مثلاً: درزی اور نائی وغیرہ۔ یہ ایک مقررہ اجرت پر لوگوں کے کپڑے سلائی کرتے اور بال وغیرہ کاٹتے ہیں۔

② وہ لوگ جو کسی خاص فرد یا ادارے کے تحت رہ کر کام کرتے ہیں۔ اس میں باقی تمام قسم کے ملازم، خادم اور نوکر وغیرہ آجاتے ہیں۔ ہماری عمومی گفتگو اس قسم کے ملازمین اور مزدوروں سے متعلق ہوگی، البتہ ہم کچھ خاص قسم کے افراد کا بھی ذکر کریں گے جو بہت زیادہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

مزدوروں اور ملازموں سے حسن سلوک کا حکم

دین اسلام تمام لوگوں کے حقوق کا پاسدار ہے۔ کوئی بھی شخص کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو شریعت نے اس کے حقوق متعین کیے ہیں۔ مزدوروں، ملازموں اور خادموں کے حقوق اور حسن سلوک کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی بے شمار احادیث مروی ہیں۔ مذکورہ افراد کے بارے میں سب سے اہم حکم آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان کی اجرت ان کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خادم تمھارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں

① سنن ابن ماجة:2443.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمھارے سپرد کیا ہے۔ جو چیز تم خود کھاؤ انھیں بھی وہی کھلاؤ، جیسا لباس خود پہنو انھیں بھی ویسا پہناؤ۔ انھیں کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کیا کرو جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں، اگر تم انھیں کوئی ایسا کام کہہ دو تو پھر ان کی معاونت بھی کیا کرو۔''[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا:

① وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر عہد کرے اور پھر عہد شکنی کرے۔

② وہ شخص جو کسی آزاد انسان کو (غلام بنا کر) بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھا لے۔

③ وہ شخص جو کسی کو مزدوری (یا ملازمت) پر رکھے، اس سے کام تو پورا پورا لے مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کرے۔''[2]

مزدوروں اور ملازموں کو گالی گلوچ کرنا بھی ایک معمول بن چکا ہے۔ بات بات پر گالی یا کوئی کام نہ کرنے پر لعن طعن شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا معمول کیا تھا، اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے نہ تو کبھی اُف کہا، نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور اگر میں کوئی کام نہ کر سکا تو آپ ﷺ نے مجھے یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔''[3]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے کسی خادم کو سزا نہیں دی۔[4]

---

① صحيح البخاري: 6050. ② صحيح البخاري 2270. ③ صحيح البخاري: 6038.
④ صحيح مسلم: 2328.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے خادموں کو بددعا نہ دو، ہوسکتا ہے، وہ قبولیت کا وقت ہو اور تمھاری دعا قبول ہو جائے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ نے خادموں کو دعائیں دی ہیں۔ اپنے خادم خاص سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے بڑی عظیم اور بابرکت دعا کی۔ فرمایا: ''یا اللہ! اس کے مال اور اولاد کو بڑھا دے اور جو کچھ تو نے اس کو عطا کیا ہے اس میں برکت نازل فرما۔''[2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارا خادم تمھارے پاس کھانا لے کر آئے تو تم اگر اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھاتے تو اسے ایک دو لقمے (تھوڑا سا کھانا) دے دیا کرو، اس لیے کہ اس نے اس کھانے کو تیار کرنے کی تکلیف برداشت کی ہے۔''[3]

(ویسے تو آج کل کے خادم (یا آفس بوائے) بھی بڑی تیزی دکھاتے ہیں۔ وہ کھانا تیار کرتے ہی پہلے اپنا حصہ نکالتے ہیں اور پھر دوسروں کو کھلاتے ہیں۔)

خلاصہ کلام یہ کہ شریعت نے مزدوروں، ملازموں اور خادموں یا نوکروں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ جن افراد کے تحت دیگر ملازم یا نوکر کام کرتے ہیں انھیں اسلام کی روشن تعلیمات کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اپنے ماتحت افراد کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے رہنا چاہیے تاکہ وہ اور زیادہ لگن اور شوق کے ساتھ اپنے کام کو انجام دیں۔ جو لوگ تعمیرات سے منسلک مزدوروں سے کام کرواتے ہیں موسم گرما میں ان کا خاص خیال کرنا چاہیے۔ اگر شدید گرمی کی بنا پر وہ تھوڑا آرام کر لیتے ہیں تو انھیں برا بھلا کہنے کے بجائے تسلی دینی چاہیے۔ آپ اگر آرام سے پرسکون ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں اور ان کے حصے میں مزدوری آئی ہے تو یہ اللہ کی

---

① سنن أبي داود: 1532. ② صحيح البخاري: 6344. ③ صحيح البخاري: 2557.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ہے اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں ہے۔ اس لیے متکبرانہ رویہ اختیار کرنے کے بجائے حسن سلوک کا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

اجرت بروقت ادا کرو

مزدوروں اور ملازموں پر جو سب سے بڑا ظلم کیا جاتا ہے وہ بروقت انھیں اجرت ادا نہ کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ»

''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کر دو۔''[1]

مذکورہ حدیث میں ہمارے لیے بہت سارے اہم اسباق پنہاں ہیں۔ آیئے ان اسباق کے بارے جانتے ہیں۔

حدیث میں پنہاں اہم اسباق

① سب سے پہلا سبق اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی کام کے لیے مزدور رکھے تو اس کی اجرت ادا کرنے میں اسے سستی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ کام کے دوران مزدور کو جو پسینہ آتا ہے اس کے خشک ہونے سے پہلے پہلے اس کی اجرت اسے ادا کر دینی چاہیے۔ ہاں! اگر کوئی مزدور یا ملازم ہفتے یا مہینے بعد اجرت لینے پر آمادہ ہے اور ان کا معاملہ باہم طے پا چکا ہے تو اس صورت میں تاخیر کا جواز ہے۔

② حدیث میں مذکور الفاظ «قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ» میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کام مکمل ہونے یا مدت پوری ہونے کے فوراً بعد اجرت ادا کر دی جائے۔ اس

[1] سنن ابن ماجة:2443.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا یہ مطلب نہیں لیا جائے گا کہ اگر ملازمین ایئر کنڈیشنر کمروں میں بیٹھ کر کام کر رہے ہیں اور انھیں پسینہ نہیں آ رہا تو وہ روزینے یا مشاہرے کے حقدار نہیں۔ اور وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

③ «اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ» کا معنی یہ بھی ہے کہ اجرت پوری پوری دی جائے۔ یہ نہیں کہ کام کروانے کے بعد مزدور کو اجرت کم لینے کا کہا جائے۔ اسی طرح اگر کسی کو روزینہ دار ملازم رکھا ہے تو ہفتے یا مہینے بعد بھی اس کی پوری پوری اجرت دی جائے۔ یہ نہیں کہ مہینے بعد اسے روزینہ کم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس لیے بہتر ہے کہ معاملات پہلے طے کر لیے جائیں۔

④ جب ایک کام کی مدت طے ہو جائے اور اس طے شدہ مدت کی تنخواہ مقرر ہو جائے تو اس مدت کے پورا ہونے پر فوراً تنخواہ کی ادائیگی کو یقینی بنایا جائے۔

⑤ «قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ» میں ایک اہم نکتہ یہ بھی موجود ہے کہ مزدور کو اجرت ایڈوانس نہ دی جائے بلکہ جب وہ کام کر لے اس کے بعد اجرت دی جائے۔ اگر اجرت پہلے دی جائے گی تو وہ کام میں سستی اور کاہلی برتے گا اور اخلاص نیت سے کام نہیں کرے گا۔ البتہ اگر معلوم ہو کہ مذکورہ شخص رقم پہلے لے کر بھی کام صحیح طرح ہی کرے گا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

⑥ مزدور کو بھی کام جانفشانی سے کرنا چاہیے۔ پسینہ نکلنا دراصل انتہائی محنت کی طرف اشارہ ہے۔

ملازموں اور مزدوروں پر ظلم کی دیگر صورتیں

دنیا بھر میں مزدوروں اور ملازموں کو اپنے اپنے شعبہ کے تعلق سے مختلف قسم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظلم کا سامنا رہتا ہے۔ محنت کشوں کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے جنھیں ان کی محنت کا بہتر صلہ نہیں دیا جاتا ہے۔ ان سے کام تو زیادہ لیا جاتا ہے مگر اجرت کم دی جاتی ہے۔ اسی طرح متعینہ وقت سے زیادہ وقت کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مگر اس اضافی وقت کا معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ اگر کوئی شخص اس اضافی معاوضے کا تقاضا کرتا ہے تو اسے اس کا حق دینے کے بجائے ملازمت سے فارغ کر دینے کی دھمکی دے کر چپ کرا دیا جاتا ہے۔ مزدور اگر اپنے جائز حق کا تقاضا کر لے تو اگلے دن اس کی جگہ دوسرا مزدور رکھ لیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی بھی اکثریت ہے جو کسی شخص کو ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک کام کروانے کے لیے بلاتے ہیں۔ جب وہ شخص اپنے شہر یا ملک میں ہوتا ہے تو اس سے بھاری اجرت طے کی جاتی ہے مگر جب وہ مطلوبہ مقام پر پہنچتا ہے تو دیگر اخراجات اس پر ڈال کر اسے معاوضہ کم کرنے پر یا پھر مقررہ وقت سے بڑھ کر کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تقریباً ہر معاشرے میں کچھ خاص طبقے ایسے ہیں جنھیں بہت زیادہ ظلم و ناانصافی اور مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چند ایک کی اختصار کے ساتھ وضاحت کرتے ہیں:

① پرائیویٹ ملازمین: پرائیویٹ اداروں، فیکٹریوں اور ملوں وغیرہ میں ملازمت کرنے والے افراد ہمیشہ اس خدشے کا شکار رہتے ہیں کہ پتہ نہیں انھیں کب ادارے سے فارغ کر دیا جائے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی کا بیشتر اور خاص حصہ کسی ادارے میں اپنی خدمات انجام دیتا ہے تو اسے بھی اس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ وہ کب تک یہاں پر ہے۔ اکثر و بیشتر پرائیویٹ ادارے، فیکٹریاں اور ملز وغیرہ ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جہاں ایک شخص کی زندگی بھر کی محنت کو پس پشت ڈالتے ہوئے لات مار کر نکال باہر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ''کنزیومر کورٹس'' موجود ہیں مگر ان تک رسائی اور مسئلے کا حل بھی مزدور وملازم کے لیے دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے۔ اگر پرائیویٹ ملازمین تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں تو انھیں باہر کا راستہ دکھا کر چپ کرا دیا جاتا ہے۔ اس دھمکی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس مظلوم ومقہور طبقے کو مجبور ہو کر اسی مختصر سی تنخواہ پر کئی سال تک گزارا کرنا پڑتا ہے۔ ان اداروں میں نگران یا منشی حضرات کا طبقہ بھی شیش ناگ کا کردار ادا کرتا ہے اور جونیئر ملازمین کو اپنا زر خرید غلام سمجھ کر ان پر ظلم وقہر ڈھاتا ہے۔ بہر حال ایسے اداروں کے حوالے سے بھی حکومت کو قانون سازی کرنی چاہیے تاکہ پرائیویٹ ملازمین بھی سکھ اور چین کی زندگی گزار سکیں۔ بہت کم پرائیویٹ ادارے اور فیکٹریاں ایسی ہیں جن کے مالکان اپنے ملازمین سے اچھا رویہ اور ان کا خیال رکھتے ہیں ورنہ اکثر و بیشتر ادارے اور فیکٹریاں ایسی ہیں جہاں مزدوروں اور ملازموں کو اپنی اوقات میں رہنے کا کہا جاتا ہے۔

② گھریلو خادم اور نوکر: گھریلو خادموں اور نوکروں کو بھی اپنے ''صاحب جی'' اور صاحب جی کے اہل خانہ کی طرف سے خاصا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اکثر طور پر خواتین اور کم عمر لڑکے اور لڑکیاں گھر کی صفائی ستھرائی کے لیے رکھی جاتی ہیں۔ ان کم عمر لڑکوں اور لڑکیوں کو چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر شدید قسم کا مارا اور پیٹا جاتا ہے۔ ریکارڈ پر ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ گھریلو ملازموں کو ناقابل برداشت ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ حال ہی میں ایک جج صاحب کے ہاں سے ایک کم سن بچی برآمد ہوئی تھی جسے کسی غلطی پر اذیت ناک سزا دی گئی تھی۔ اس سے قبل بھی ایسے واقعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منظر عام پر آئے کہ خدمت پر مامور بچوں اور بچیوں کو کسی غلطی کی سزا دینے کے لیے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ ایسی مثالیں بھی بے شمار موجود ہیں کہ کسی نوکر سے کوئی غلطی ہوگئی یا کوئی کام کرنے سے رہ گیا تو گھر کی خواتین اس پر تھپڑوں کی بارش برسا رہی ہوتی ہیں۔ بعض گھرانے تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انھوں نے اپنے خادموں اور نوکروں کے لیے استعمال کرنے کے برتن بھی الگ رکھے ہوتے ہیں جن میں وہ کھاتے پیتے ہیں۔ گھر کے دیگر برتن استعمال کرنے کی انھیں اجازت نہیں ہوتی ہے۔ بہر حال ظلم وستم کی یہ ایک طویل داستان ہے جس بارے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

③ ڈرائیور حضرات: اداروں یا گھروں میں رکھے ڈرائیور حضرات بھی مظلوم طبقے کی لسٹ میں سرفہرست ہیں۔ ڈرائیور حضرات کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جاتا ہے وہ بڑا افسوسناک ہے۔ اگر کسی قسم کے پروگرام میں جانا ہو تو ڈرائیور حضرات کو کسی آرام دہ جگہ پر بٹھانے کے بجائے گاڑی ہی میں بٹھانے پر اکتفا کیا جاتا ہے چاہے جس قدر بھی شدید دھوپ اور گرمی ہو۔ اگر کہیں کھانے کی دعوت ہو تو ڈرائیور کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانے میں اچھی خاصی بے عزتی محسوس کی جاتی ہے۔ ڈرائیور حضرات کو گالم گلوچ کرنا اور بات بات پے انھیں بے عزت کرنا تو ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ بہر حال ڈرائیور حضرات بھی ہماری طرح کے انسان ہی ہوتے ہیں، ان کی عزت واحترام اور ان کا خیال رکھنا ایک اخلاقی حق ہے۔

④ تنخواہوں کی عدم ادائیگی: فیکٹری اور ملز مالکان اور مختلف پرائیویٹ اداروں کی جانب سے مزدوروں اور ملازموں کی اکثریت اس ظلم کا شکار ہے۔ جب ورکروں یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملازموں کو فارغ کرنا ہوتا ہے تو ان کی دو تین ماہ کی تنخواہیں روک لی جاتی ہیں۔ جب انھیں ملازمت سے فارغ کر دیا جاتا ہے تو بار بار مانگنے کے باوجود بھی ادا نہیں کی جاتی ہیں۔ متاثرہ افراد جب اپنا حق مانگتے ہیں تو انھیں مختلف قسم کی دھمکیاں دے کر چپ کرا دیا جاتا ہے۔ یوں وہ نا امید ہو کر چپ سادھ لیتے ہیں۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کوئی ایسا ادارہ بنائے جہاں ایسے مظلوم افراد کی دادرسی ہو سکے۔

مزدوروں اور ملازموں کے نام پیغام

ہمارے ہاں مزدوروں اور ملازموں پر ہونے والے ظلم کا رونا تو رویا جاتا ہے مگر ان کی اخلاقی تربیت کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا ہے، انھیں ان کی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے نبھانے کی ترغیب نہیں دی جاتی ہے۔ ذیل میں ہم چند گزارشات مزدوروں اور ملازموں کی خدمت میں پیش کریں گے۔ امید ہے مزدور اور ملازم طبقہ اس بارے میں سنجیدگی سے غور وفکر کرے گا۔

① سب سے پہلی بات یہ کہ مزدور اور ملازم حضرات کو جو کام سونپا گیا ہے اسے پوری دلجمعی اور شوق سے کریں۔ عموماً یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جب مالک، منشی یا ٹھیکیدار موجود ہو تو مزدور بڑی لگن کے ساتھ کام کرتے ہیں مگر جیسے ہی وہ کہیں آگے پیچھے ہوا تو مزدور کام چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں یا سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی کیفیت مختلف اداروں میں ملازمین کی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب تک کوئی نگران موجود ہو یا کیمرے لگے ہوئے ہوں تو کام جاری رہتا ہے اور جیسے ہی نگران آنکھوں سے اوجھل ہوا یا بجلی جانے پر کیمرے بند ہوئے تو کام چھوڑ کر گپ شپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف ہو کر وقت گزارنے لگتے ہیں۔ ایسے حضرات کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جس کام یا جس وقت کے لیے آپ کو رکھا گیا ہے وہ آپ کے پاس ایک امانت ہے جسے صحیح طرح ادا کرنا آپ پر فرض ہے۔ مثلاً: اگر کوئی ادارہ آپ کو ایک دن میں آٹھ گھنٹے ڈیوٹی پر رکھتا ہے تو وہ آٹھ گھنٹے آپ کے پاس ادارے کی امانت ہیں۔ ان آٹھ گھنٹوں میں صرف ادارے کا کام کرنا آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہیے الا یہ کہ کوئی مجبوری حائل ہو جائے۔ اگر ان آٹھ گھنٹوں کا معاوضہ تو ادارے سے لیتے ہیں مگر کام اپنا کرتے ہیں یا کسی اور کام میں مشغول رہتے ہیں تو یوں آپ خیانت کے مرتکب ٹھہر رہے ہیں، اگر مزدور اور ملازم اپنا کام ایمانداری سے انجام دیں گے تو ادارے کے سربراہان بھی ان کا لحاظ رکھیں گے۔ «لَا يَظْلِمُونَ وَلَا يُظْلَمُونَ» نہ وہ ظلم کریں اور نہ ان پر ظلم کیا جائے۔

② مزدوروں یا ملازموں سے ملازمت کے وقت جو شروط و قیود طے ہو جائیں ان پر پورا اترنا فریقین کا اخلاقی اور شرعی فریضہ ہے۔ یہ نہ ہو کہ مزدوری یا ملازمت لیتے وقت تو بڑی بڑی باتیں کی جائیں مگر بعد میں انھیں کوئی اہمیت نہ دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

«اَلْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ»

''مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔''[1]

جن شرائط پر فریقین کے درمیان معاہدہ ہوا ہے انھیں پورا کرنا فریقین پر لازمی اور ضروری ہے۔

---

① سنن أبي داود:3594.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ سینئر ملازمین کو اپنے سے جونیئر ملازمین کا خیال رکھنا چاہیے۔ انھیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سینئر اور جونیئر ملازمین بحیثیت انسان برابر ہی ہیں۔ عموماً سینئر ملازمین ادارے کے سربراہ یا منیجر کو جونیئر ملازمین کے خلاف بھڑکاتے ہیں جس بنا پر جونیئر ملازمین کو مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عام طور پر ایسے لوگوں کے لیے ''خوشامدی ٹولہ'' کی اصطلاح رائج ہے۔

منشی (اکاؤنٹنٹ) حضرات متوجہ ہوں

بعض ادارے اور فیکٹریاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن کے مالک اور سربراہ بڑی اچھی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ورکرز اور ملازمین کا ہر طرح سے خیال رکھیں اور ان کی تنخواہیں بروقت انھیں ادا کی جائیں۔ اسی طرح اگر کسی ورکر یا ملازم نے اوور ٹائم میں کام کیا ہے تو اس کا جو معاوضہ بنتا ہے وہ بھی اسے فی الفور ادا کیا جائے۔ اس کے لیے وہ اپنے منشی یا اکاؤنٹنٹ حضرات کو خصوصی حکم بھی صادر فرماتے ہیں۔ اسی طرح وہ کسی ورکر یا ملازم کے کام سے خوش ہو کر بطور انعام کچھ مخصوص رقم بھی عنایت کرتے رہتے ہیں، جس کی ادائیگی بذریعہ اکاؤنٹنٹ کی جاتی ہے۔ البتہ کچھ منشی یا اکاؤنٹنٹ حضرات ایسے ہوتے ہیں جو ''شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار'' کا کردار ادا کرتے ہیں۔ خاص کر فیکٹریوں اور ملوں کے منشی تنخواہیں بھی وقت پر نہیں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر اضافی رقم کسی کو دینی پڑ جائے تو ان کے چہروں پھر ابھرنے والے اثرات سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اپنی جیب سے دے رہے ہوں۔ منشی اور اکاؤنٹنٹ حضرات کی اکثریت بھی لوگوں پر بہت ظلم ڈھاتی ہے۔ البتہ اگر اس کے برعکس وہ کشادہ دلی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بڑی عظیم خوشخبری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق دل کی خوشی سے پورا پورا دے، یہاں تک کہ جس کے متعلق کہا گیا ہے اسے دے دے، وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔''[1]

ادب اپنی جگہ مگر.....!!!

آفس بوائے اور گھریلوں خادموں میں ایک چیز بکثرت دیکھنے کو ملتی ہے کہ جب دفتر یا گھر کا سربراہ آئے تو بڑے مودبانہ انداز سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے گویا ہاتھ باندھے نماز میں کھڑے ہیں۔ خاص کر اندرون سندھ تو وڈیرا شاہی سسٹم کے تحت نوکروں اور خادموں کی یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ سائیں بابا کی موجودگی میں پلک بھی جھپک پائیں۔ یہ سب کچھ ادب کے تحت کیا جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شریعت بڑوں کا ادب سکھاتی ہے مگر ادب کے تحت ایسی کیفیت اختیار کرنے سے بھی شریعت منع کرتی ہے۔ مخلوق کے سامنے مخلوق کا یوں کھڑے ہونا جیسے خالق کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص اپنے احترام کے لیے لوگوں کے کھڑا ہونے کو پسند کرتا ہو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''[2]

مالک یا ٹھیکیدار کی بے عزتی

خاص طور پر فیکٹریوں اور ملوں میں یہ چیز بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ جب کسی

① صحيح البخاري: 1438. ② سنن ابی داود: 5229.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملازم کو نوکری سے فارغ کیا جاتا ہے تو اس کی تنخواہ ادا نہیں کی جاتی ہے۔ عموماً ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو تین ماہ کی تنخواہ روک کر ملازموں کو نوکری سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ جب ملازم تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے۔ مالک یا ٹھیکیدار کے پاس خطیر رقم کی دستیابی کے باوجود بھی وعدے پے وعدے کیے جاتے ہیں اور ایک طویل عرصہ یونہی گزار دیا جاتا ہے۔ اس طرح تعمیراتی شعبے کے اکثر ٹھیکیدار بھی مزدوروں کی دیہاڑیاں یونہی روک لیتے اور مانگنے کے باوجود ادا نہیں کرتے ہیں۔ یہ بے چارے مزدور اور ملازم ان جھوٹے وعدوں سے تنگ آ کر اپنی زبان کو حرکت دیتے ہیں۔ پھر وہی مالک اور ٹھیکیدار جن کی وہ بہت زیادہ عزت کرتے تھے انھیں اب کھری کھری سناتے ہیں جس سے ان کی اچھی خاصی بے عزتی ہوتی ہے۔ اسی بات کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مال دار کا قرض (تنخواہوں یا دیہاڑی) کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔''[1]

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنے کو ظلم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے۔''[2]

اس ظلم کو رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن اندھیرے کا سبب قرار دیا ہے۔[3]

نعرے بازوں سے گزارش

یوم مزدور کے موقع پر مختلف جماعتوں کے لیبر ونگ، لیبر کونسل اور مزدوروں کے

① سنن ابی داود 3628. ② صحیح بخاری: 2287. ③ صحیح البخاری: 2447)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام پر معرض وجود میں آئی مختلف تنظیموں کی طرف سے اپنے اپنے طور پر پروگرام کیے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں میں مزدوروں کو خوب جوش دلایا جاتا ہے اور انھیں چاند پر پہنچنے کے خواب دکھائے جاتے ہیں۔ اسٹیج پر براجمان مزدوروں کے خیر خواہوں کی اکثریت ایسے افراد کی ہوتی ہے جو اپنے ماتحت مزدوروں اور ملازموں پر ظلم کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔ البتہ یہاں وہ زور دار نعروں کی صورت میں مزدور کا ساتھ دینے کے لیے آتے ہیں۔ بے چارے مزدور ان کے ہاتھوں یرغمال ہو کر نعروں کا جواب پر جوش طریقے سے دیتے ہیں۔ مزدوروں کے جذبات سے مزید کھیلا جاتا ہے اور انھیں حقوق دلانے کے دعوے کیے جاتے ہیں۔ بالآخر اس قسم کے پروگرام اختتام پذیر ہوتے ہیں اور ساتھ ہی پنڈال ''تو کون اور میں کون'' کا منظر پیش کرتے ہیں۔

ہم ان ونگز اور تنظیموں کے سربراہان کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ خدارا! غریب عوام کے جذبات سے مت کھیلیں۔ اگر آپ واقعتاً مزدور طبقے سے مخلص اور خیر خواہ ہیں تو پھر کھوکھلے نعروں کے بجائے عملی طور پر ان کے لیے کچھ کر کے دکھائیں۔ آپ سال میں ایک دن منانے کے بجائے ایک دن ان کے ساتھ مزدوری پر جائیں تاکہ آپ کو حقیقت میں ان کی مشکلات اور ضروریات کا ادراک ہو سکے۔ مزدوروں کو بھی اس بات کا احساس ہو واقعتاً آپ ان کے ہم قدم کھڑے ہیں۔ اگر صرف کھوکھلے اور جذباتی نعروں پر گزارا کرنا ہے تو پھر آپ کا شکریہ، یہاں پہلے ہی مداری بہت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب ممالک میں کفیلوں کا ظلم

عرب ممالک میں کام کرنے کے لیے کسی بھی عرب باشندے کی کفالت اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ جب تک کوئی شخص کسی عرب باشندے کو اپنا کفیل نہیں بناتا تب تک اسے کام کرنے کا قانونی حق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ عرب ممالک کی حکومتیں خاص کر سعودی حکومت بیرون ممالک سے آئے ہوئے مزدوروں کو بہم سہولتیں پہنچانے کی پوری کوشش کرتی ہے مگر کفیلوں کی اکثریت مزدوروں کے ساتھ متشددانہ رویہ اختیار کرتی ہے۔ بیرون ممالک سے آئے ہوئے مزدور کفیلوں کی جانب سے مختلف طرح سے ظلم وستم کا شکار رہتے ہیں جس کی چند جھلکیاں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

① پاسپورٹ ضبطگی: کفیلوں کی طرف سے سب سے پہلے جس ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ پاسپورٹ کا ضبط کرنا ہے۔ کفیل جس آدمی کو اپنی کفالت میں لیتا ہے اس کا پاسپورٹ وہ اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ قانوناً کفیل اس بات کا اختیار نہیں رکھتا کہ وہ کسی شخص کا پاسپورٹ اپنے پاس رکھے۔ پاسپورٹ کفیل کے پاس ہونے کی وجہ سے مذکورہ شخص اپنے وطن واپس نہیں جاسکتا جب تک کفیل کو کچھ دے کر اپنا پاسپورٹ واپس نہ لے لے۔

② سالانہ اور ماہانہ رقم: کفیل حضرات سالانہ اور ماہانہ فیس کے نام پر ایک بھاری رقم وصول کرتے ہیں۔ قانونی طور ایک معمولی فیس ہے جسے اس غیر ملکی نے ادا کرنا ہوتا ہے مگر کفیل حضرات اس فیس کا دس گنا تک وصول کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیس کی ادائیگی سے انکار کرتا ہے تو اسے خروج لگانے کی دھمکی دے دی جاتی ہے۔

③ اقامہ بنانے میں ٹال مٹول: سعودی عرب میں کام کرنے کے لیے اقامہ ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ جب تک اقامہ نہ بنا ہو تب تک نہ تو کوئی آدمی کسی قسم کا کام کر سکتا ہے اور نہ ہی کھلے عام گھوم پھر سکتا ہے۔ کفیل حضرات اقامہ بنانے میں بھی ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جس کی انتہاء ایک معقول رقم کی ادائیگی پر ہوتی ہے۔ کفیل اقامہ بنانے کی مد میں بھاری رقم وصول کرتا ہے جو قانوناً جرم ہے۔

④ کفیل بدلنے کی مد میں رقم: اگر کوئی شخص اپنے کفیل سے تنگ ہو تو اسے اختیار حاصل ہے کہ اپنا کفیل بدل لے۔ اس اختیار کے باوجود کوئی شخص اپنا کفیل نہیں بدل سکتا ہے کیونکہ پہلا کفیل اسے اجازت نہیں دیتا ہے۔ آخر کار اس کا ایک ہی حل نکلتا ہے کہ مذکورہ شخص اپنے کفیل کو ایک بھاری رقم ادا کرے گا۔ گویا مزدوروں کو یوں بھی کفیلوں کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔

⑤ چھٹی گزارنے کے پیسے: اگر کوئی شخص چھٹی لے کر اپنے وطن جانا چاہتا ہے تو حکومت کی جانب سے اس کی فیس 2 سو ریال ہے۔ البتہ کفیل حضرات یہ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور دو سو ریال کے بجائے ایک ہزار ریال تک وصول کرتے ہیں۔

⑥ چھٹیوں کے پیسے: کفیلوں کی طرف سے مزدوروں پر ایک انتہائی ظلم یہ کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص پانچ یا چھ ماہ کی چھٹی پر جاتا ہے تو اسے ان چھٹیوں کی فیس بھی واپس جا کر ادا کرنی پڑتی ہے۔ جب تک وہ شخص ان چھٹیوں کی فیس ادا نہیں کرتا اسے اقامہ نہیں دیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ حروب کا ناجائز استعمال: غیر ملکی افراد کے لیے سعودی حکومت کا ایک قانون ''حروب'' ہے۔ جب کوئی غیر ملکی کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث ہو یا کفیل سے بھاگ جائے تو اس کا کفیل متعلقہ محکمے میں جا کر شکایت درج کرا دیتا ہے کہ مذکورہ شخص میری کفالت سے خارج ہے۔ شکایت درج ہونے کے بعد مذکورہ شخص کے کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ میں ''حروب'' لکھ دیا جاتا ہے۔ اب اس کے بعد یہ شخص نہ تو کہیں سفر کر سکتا ہے، نہ کہیں کام کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنا کوئی کام کروا سکتا ہے۔ یہ شخص جیسے ہی پولیس کے ہاتھوں لگے گا اسے یا تو جیل میں بند کر دیا جائے گا یا پھر متعلقہ کفیل سے حروب ختم کروانے کا کہا جائے گا۔ یہ قانون اس حد تک تو درست ہے کہ اگر کوئی شخص غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہے تو حکومتی محکموں کو اس کے بارے اطلاع کرنے کا آسان طریقہ ہے، البتہ موجودہ دور میں کفیل اس قانون کا بہت زیادہ ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ کفیل بلاوجہ کسی غیر ملکی کے بارے حروب کی شکایت درج کرا دیتے ہیں۔ جب متاثرہ شخص کفیل سے رابطہ کرتا ہے تو کفیل حروب اٹھانے کے دس سے پندرہ ہزار ریال تک وصول کرتا ہے۔ یہ ایسا قانون ہے کہ کوئی بھی غیر ملکی شخص کفیل کے اس غلط اور ناجائز رویے پر کہیں بھی رٹ دائر نہیں کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں مجبوراً متاثرہ لوگوں کو یہ بھاری رقم کفیل کی مٹھی میں دینی پڑتی ہے بصورت دیگر خروج کا آپشن بھی آنکھیں پھاڑے انتظار میں ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں کفیلوں کی جانب سے کیا جانے والا ایک ایسا ظلم ہے جس میں بہت سارے غیر ملکی گرفتار ہیں۔

آخر میں ہم کفیل حضرات کو یہی نصیحت کریں گے کہ باطل طریقوں سے غریب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا مال کھانے سے گریز کریں۔ یہ لوگ جو رزق حلال کمانے کے لیے اپنے وطن اور اہل خانہ کو چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں ان کے مال کو باطل طریقے سے بٹورنے سے باز آجائیں بصورت دیگر اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اس کا وبال دنیا میں بھی آپ پر نازل ہوسکتا ہے، جبکہ آخرت میں تو حساب دینا ہی دینا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مون سون کا موسم

موسم گرما کا کچھ دورانیہ مون سون بارشوں کا ہے۔ یہ دورانیہ جولائی کے وسط سے شروع ہوتا ہے جب گرمی اپنے جوبن پر ہوتی ہے۔ اسے برسات کا موسم بھی کہا جاتا ہے۔ موسم بڑا خوشگوار ہوتا ہے۔ پنجابی کیلنڈر کے مطابق ان دنوں ساون کے مہینے کی ابتدا ہو رہی ہوتی ہے۔ مون سون کے موسم میں بڑی گھن گرج کے ساتھ طوفانی بارشیں آتی ہے۔ تیز ہوائیں، سیاہ بادل، گرجتی آسمانی بجلی اور طوفانی بارشیں جب ایک ساتھ ملتی ہیں تو آفات کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ تیز ہوائیں جب چلتی ہیں تو بعض اوقات بڑی بڑی عمارتوں کو بھی ملیامیٹ کر جاتی ہیں۔ مسلسل بارشیں برسنے سے بارشوں کا پانی ایک سیلاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے جس سے گاؤں کے گاؤں سیلاب کے پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔ مالی نقصان کے ساتھ ساتھ جانی نقصان بھی بڑی تعداد میں ہوتا ہے۔ مویشیوں کی کثیر تعداد سیلاب کے پانی میں بہہ جاتی ہے جس کا نتیجہ ان کی موت کی صورت میں نکلتا ہے۔

مون سون کا موسم گرمی کی شدت کو کم کر کے موسم خوشگوار کرتا ہے تو بڑی بڑی آفات اور مصیبتیں بھی اس موسم کا حصہ ہیں۔ چونکہ یہ موسم تیز ہواؤں اور بارشوں کا موسم ہے، اس لیے ان تیز ہواؤں اور بارشوں سے متعلق جو شرعی رہنمائیاں ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھیں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

نمازِ استسقاء

جون اور جولائی کے مہینے سخت گرمی والے مہینے ہیں۔ موسم اس قدر شدید گرم ہوتا ہے کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعائیں کرتا ہے۔ بعض علاقوں میں تو سخت گرمی میں پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہوتا ہے۔ انسان اور جانور پیاس کی وجہ سے موت کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ جب صورت حال اس قدر سنگین ہو جائے تو پھر اس کا ایک ہی حل باقی ہوتا ہے۔ وہ حل یہ ہے کہ تمام لوگ اکٹھے ہو کر بستی سے باہر جا کر اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل اور بارش کی دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت کی اپیل کرنے اور بارش کی صورت میں پانی طلب کرنے کے لیے بستی سے باہر کسی میدان میں جا کر نمازِ استسقاء (پانی طلب کرنے کی نماز) ادا کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ آپ ﷺ پرانے کپڑے پہن کر عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے وہاں خوب گڑگڑا کر بارش کی دعائیں کیں اور دو رکعت نماز استسقاء ادا فرمائی۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا قبول کرتے ہوئے بادلوں کو بھیجا۔ اسی وقت بادل گرجنے لگے اور پھر اللہ کے حکم سے بارش برسنے لگی۔ ابھی آپ ﷺ راستے ہی میں تھے، مسجد نہیں پہنچے تھے کہ پانی کے نالے بہنے لگے۔ صحابہ کرام تیز بارش سے بچاؤ کے لیے اپنے

[1] صحیح البخاری: 1012.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں کی طرف تیز تیز بھاگنے لگے تو نبی ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''[1]

دورانِ خطبہ بارش کی دعا

نماز استسقاء کے علاوہ بارش کی دعا کے لیے ایک اور صورت بھی احادیث سے ملتی ہے۔ جمعہ کے دن دوران خطبہ بھی بارش کی دعا کی جا سکتی ہے۔ اس طرح کا ایک واقعہ کتب احادیث میں ملتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (مدینہ طیبہ میں خاصے عرصے سے بارش نہیں ہو رہی تھی) رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور بآواز بلند کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! بارش کا قحط پڑ چکا۔ درخت سرخ ہو چکے (یعنی پانی نہ ملنے کی وجہ سے درخت خشک ہو گئے) اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیں کہ ہمیں سیراب کر دے۔ آپ ﷺ نے دوران خطبہ ہی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

«اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا»

''اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔''

آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ دعا کی۔ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اللہ کی قسم! اس وقت ہمیں آسمان پر دور دور تک بادل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جب آپ ﷺ نے دعا کی تو اچانک ایک بادل آیا اور بارش برسنا شروع ہو گئی۔ آپ ﷺ منبر سے

[1] سنن أبي داود: 1173.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اترے اور نماز ادا کرائی۔ جب نماز مکمل ہو گئی تب بھی بارش ہو رہی تھی اور یہ بارش اگلے جمعہ تک مسلسل جاری رہی۔ اگلے جمعہ میں لوگوں نے دوبارہ نبی ﷺ سے بارش کے رک جانے کی دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ مسکرا دیے اور پھر آپ ﷺ نے دوبارہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس بارش کو اب کہیں اور لے جا ہم پر نہ برسا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دعا کی تو بادل چھٹ گئے اور بارش ہونا بند ہو گئی۔[1]

آندھی اور طوفان

مون سون میں تیز آندھی اور طوفانی ہوائیں بھی بہت زیادہ چلتی ہیں۔ یہ طوفانی ہوائیں بڑے بڑے مالی اور جانی نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ پہلی قوموں پر جو عذاب نازل ہوئے ان میں سے عذاب کی ایک صورت یہ طوفانی ہوائیں بھی تھی۔ جب ٹھنڈی اور تیز ہوائیں چلتیں تو قوم کے لوگ خوش ہو جاتے کہ بارش برسنے والی ہے، جبکہ حقیقت میں وہ عذاب کا پیش خیمہ ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب تیز ہوا چلتی اور آسمان پر سیاہ بادل چھا جاتے تو آپ ﷺ بہت زیادہ پریشان ہو جاتے۔ اسی پریشانی میں آپ ﷺ کبھی گھر کے اندر آ جاتے اور کبھی باہر نکل جاتے۔ جب بارش برسنا شروع ہو جاتی تو تب آپ ﷺ کے چہرے سے پریشانی کے آثار ختم ہو جاتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري: 1021.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰى أُمَّتِي»

''مجھے ڈر ہے کہ اس آندھی اور طوفان کی صورت میں میری امت پر کہیں عذاب نازل نہ ہوجائے۔'' جب بارش برسنا شروع ہوجاتی تو آپ ﷺ فرماتے: ''یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔''[1]

جب تیز آندھی چل رہی ہو اور آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں تو یہ بڑا خوفناک منظر ہوتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ دنیا ابھی فنا ہو جائے گی۔ جانداروں کے دل میں اس قدر خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ ہر چیز سہم جاتی ہے۔ ایسی خوفناک صورتحال سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے۔ جب کبھی ایسا موقع ہوتا تو نبی ﷺ درج ذیل دعا پڑھا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ»

''اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اس ہوا کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''[2]

پہلے پہل بارش میں نہانا

اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نئی نعمت کے ملنے پر خوشی محسوس ہونا ایک طبعی چیز ہے۔ بارش

[1] صحیح مسلم:899. [2] صحیح مسلم:899.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ اس نعمت کے ملنے پر رسول اللہ ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی تھی اس بارے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اسی دوران بارش شروع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا ہٹایا تاکہ بارش کا پانی براہ راست جسم پر پڑے۔ ہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ یہ اپنے رب کی طرف سے نازل ہونے والی نئی نعمت ہے۔''[1]

دورانِ بارش دعا کی قبولیت

ویسے تو پورے سال میں گاہے گاہے بارش ہوتی رہتی ہے، البتہ مون سون کے موسم میں بکثرت بارشیں ہوتی ہیں۔ احادیث میں بہت ساری ایسی ساعتوں کا ذکر ہے جن میں دعا قبول ہونے کی گارنٹی ہے۔ دوران بارش دعا کی قبولیت بھی انھی ساعتوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے نازل ہونے کے وقت دعا کے قبول ہونے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔[2]

چونکہ دعا مومن کا بہترین سہارا ہے، اس لیے نزول بارش کے وقت آدمی کو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور خصوصاً اگر نماز کے وقت بارش ہورہی ہو تو دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

تیز بارش.....!

اگر بارش اس قدر زیادہ ہوجائے کہ فصلوں، مکانوں، جانوروں یا دیگر اشیاء کا

① صحیح مسلم:898. ② السلسلة الصحيحة:1469.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقصان ہونا شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں شریعت نے ایک دعا سکھائی ہے۔ جب لوگوں کی پانی کی ضرورت پوری ہو جائے تو بجائے اس کے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کے بول بولے، اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اسی طرح کا مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

«أَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا أَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ»

''اے اللہ! اب اس بارش کو ہمارے ارد گرد برسا ہم پر نہ برسا، اے اللہ! اس بارش کو پہاڑوں پر، ٹیلوں پر، ندی نالوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہ (جنگلات میں) لے جا۔''

راوی حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے یہ دعا کرنے کے بعد بارش بالکل تھم گئی، بادل چھٹ گئے اور جب ہم مسجد سے باہر نکلے تو دھوپ بھی نکل چکی تھی۔ ①

اسی طرح نازل ہونے والی بارش کے نفع مند ہونے کے لیے درج ذیل دعا بکثرت پڑھنے رہنا چاہیے۔ اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس بارش کو ہمارے لیے نفع بخش بنائے گا اور اس کی وجہ سے ہونے والے نقصان سے ہمیں محفوظ رکھے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش دیکھتے تو یہ دعا کرتے:

«اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا»

''اے اللہ! اس بارش کو نفع بخش بنا دے۔'' ②

① صحيح البخاري: 1013. ② صحيح البخاري: 1032.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارش کی وجہ سے کافر ہو گئے

بارش جس طرح درختوں، پودوں اور فصلوں پر تازگی لاتی ہے اسی طرح اہل ایمان کے لیے بھی ایمان کی تازگی کا باعث بنتی ہے۔ اہل ایمان کے دل میں ایمان کی مٹھاس مزید بڑھ جاتی ہے۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے رب اور خالق ہونے پر ایمان مزید پختہ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جبکہ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوَكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوكَبِ»

''میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان لائے ہیں اور کچھ کافر ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ملی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لائے اور ستارے کے کافر ہوئے ہیں۔ جنھوں نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے سے بارش ملی ہے تو وہ مجھ سے کافر ہوئے اور ستارے پر ایمان لائے۔''[1]

---

[1] صحيح البخاري: 846.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارش کے موسم میں جمع بین الصلاتین

بارش کے موسم میں ظہر اور عصر ایک وقت میں اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا کرنے کے بارے میں بھی اختلاف زور پکڑتا جا رہا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو اکٹھا کرنا درست نہیں۔ علماء کی اکثریت کا کہنا یہ ہے کہ بارش کے موسم میں بھی دو نمازیں اکٹھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ مفتی عبدالخالق صاحب نے اس بارے میں مفصل بحث کرنے کے بعد راجح موقف کی نشاندہی کی ہے۔ محترم مفتی صاحب کی وہ بحث ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

سوال کیا بارش کے موقع پر مقیم لوگ مسجد میں دو نمازیں جمع کر سکتے ہیں؟ یعنی ظہر کے وقت میں عصر کی اور اسی طرح مغرب و عشاء بھی جمع ہو سکتی ہیں؟ اس لیے کہ کچھ لوگ اسے جائز نہیں سمجھتے۔ اور بعض کے نزدیک بارش والے الفاظ ہی درست نہیں، نیز ان کا کہنا ہے کہ جمع صوری جائز ہے، جمع حقیقی نہیں، کیا از روئے دلیل یہ موقف درست ہے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت فرما دیں۔

جواب بارش کی بنا پر حالت اقامت میں دو نمازوں کو ایک دوسری کے وقت میں جمع کرنا شرعاً جائز ہے، اسے جمع حقیقی کہتے ہیں، اس کی دلیل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ»

''رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشا مدینہ میں کسی خوف اور بارش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر جمع کیں۔''①

ایک روایت کے الفاظ «فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ» ہیں، یعنی کسی خوف اور سفر کے بغیر۔ یہ حدیث سنن أبي داود (حدیث: 1210)، ابن حبان (471/4) اور سنن بیہقی (166/3) نے بھی روایت کی ہے۔ مزید ملاحظہ ہو: (ارواء الغلیل للألبانی 579)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت اقامت مدینہ میں کسی خوف، سفر اور بارش کے بغیر مذکورہ نمازوں کو جمع کیا ہے۔ اس حدیث میں جمع بین الصلاتین کا سبب وارد نہیں، مذکورہ حدیث میں ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق سوال ہوا کہ آپ علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ «أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِهِ» یا «أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ» یعنی مقصد یہ تھا کہ آپ علیہ السلام اپنی امت کے کسی فرد کو یا اپنی امت کو مشقت میں مبتلا نہ کریں۔

وجہ استدلال

حضرت العلام حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اس کے تحت لکھتے ہیں: اس سے دو باتیں معلوم ہوئی ہیں: اول یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر خوف، بغیر بارش اور بغیر سفر کے نمازیں جمع کیں۔ دوسری یہ کہ خوف، بارش، سفر یہ تینوں عذر شرع میں معتبر ہیں، کیونکہ اگر معتبر نہ ہوتے تو ان کی نفی کا کچھ معنی نہیں۔②

چند اشکالات اور ان کے جواب

① پہلا اشکال: امام ابن خزیمہ نے اس روایت کو جس میں بارش کی نفی ہے سہواً

① صحیح مسلم: 705. ② فتاویٰ اہلحدیث: 421/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط قرار دیا ہے اور امام بیہقی نے اس کو شاذ کہا ہے، ملاحظہ ہو: صحیح ابن خزیمہ (86/2) اور سنن بیہقی (167/3)

جواب صاحب القول المقبول شیخ ابوعبدالسلام لکھتے ہیں: مگر یہ روایت نہ تو سہو اور غلط ہے اور نہ ہی شاذ ہے، بلکہ یہ روایت صحیح اور ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے صلاۃ الرسول کی تحقیق ملاحظہ فرمایئے: ص 643-646)

② دوسرا اشکال: مذکورہ حدیث کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس میں جو جمع ذکر ہوئی ہے وہ جمع حقیقی نہیں بلکہ جمع صوری تھی۔ علامہ صنعانی نے سبل السلام (452/2) اور علامہ شوکانی نے نیل الاوطار (215/3-218) میں اسی رائے کی تائید کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے فتح الباری (24/2) میں اس جواب کو اولیٰ (زیادہ بہتر) کہا ہے۔

جواب اس رائے یا خیال کی کسی ٹھوس دلیل سے تائید نہیں ہوتی، اس لیے امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ تاویل ضعیف یا باطل ہے کیونکہ یہ ظاہر (الفاظ) کے خلاف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خطبہ دیتے وقت عمل (جس کا عنقریب بعد میں ذکر آئے گا) اور پھر اس عمل کی تصویب پر ان کا اس حدیث سے استدلال کرنا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ان کی تصدیق کرنا اور انکار نہ کرنا یہ اس تاویل کے رد پر صریح دلیل ہے۔

ثانیاً: ان لوگوں کی اس تاویل کا رد اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس حدیث کے مالک کے طریق کے علاوہ باقی تقریباً تمام طرق میں ہے کہ ابن عباس سے اس جمع کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

«أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ» www.kitabosunnat.com

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ کی امت کو مشقت نہ ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشقت کی نفی کا ارادہ اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کرنے سے مانع ہے، کیونکہ یہ جمع مشقت سے خالی نہیں۔

③ تیسرا اشکال اور دلیل: اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کرنے والوں نے حدیث ابن عباس کی ایک روایت سے بھی دلیل لی ہے۔ یہ روایت نسائی (286/1، حدیث: 590) میں ہے، اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور مغرب کی نماز کو لیٹ کیا اور عصر و عشاء کی نماز میں تعجیل کی۔ «أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ، وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ»

جواب اس حدیث میں یہ جملہ مدرج ہے (یعنی راوی کا اپنا کلام شامل ہوگیا ہے، حدیث کا حصہ نہیں)، کیونکہ بخاری (1174)، مسلم (309/3، حدیث: 705)، ابن أبی شیبہ (209/2) اور بیہقی (168/3) میں ہے کہ عمرو بن دینار نے ابوشعثاء جابر بن زید سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور مغرب کی نماز میں تاخیر کی اور عصر و عشاء کی نماز میں تعجیل کی تو جابر بن زید نے کہا کہ میرا خیال بھی یہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ عمرو بن دینار کا قول تھا جسے کسی راوی نے متن حدیث میں ذکر کر دیا۔

ابن عباس سے اس حدیث کو روایت کرنے والے جابر بن زید ہیں اور جابر سے اس کو عمرو بن دینار نے روایت کیا ہے، مذکورہ جملہ اگر جابر بن زید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا ہوتا تو وہ عمرو بن دینار کو یہ نہ کہتے کہ میرا خیال بھی یہی ہے بلکہ یہ کہتے کہ مجھے ابن عباس نے یوں ہی بیان کیا ہے۔ مصنف عبدالرزاق (555/2) اور صحیح ابوعوانہ (354/2) میں عمرو بن دینار والی بات ابن جریج نے بھی کہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ جملہ متن حدیث سے نہیں ہے، بلکہ اس میں مدرج ہے۔ محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق میں بھی سنن نسائی کی مذکورہ روایت مدرج ہے۔ (ملاحظہ ہو سلسلہ صحیحہ، حدیث: 2795)

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی اسے راوی کا مدرج کلام قرار دیا ہے۔ [1]

حدیث ظاہری معنی پر محمول کی جائے

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن عباس کو اس کے ظاہری معنی پر ہی محمول کیا جائے گا، چنانچہ محدثین کی ایک جماعت نے اس کو اس کے ظاہری معنی پر ہی محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ بوقت ضرورت حضر میں بھی نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لینا جائز ہے، بشرطیکہ اسے عادت نہ بنایا جائے۔ ان محدثین میں امام تابعین ابن سیرین اور ابن منذر بھی ہیں، دیکھیں: اوسط ابن منذر (2/422-434) امام نووی فرماتے ہیں کہ ابن عباس کے اس قول «أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ» سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

شیخ احمد شاکر نے بھی اس مذہب کی تائید کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: اس حدیث پر عمل کرنے سے بہت سے ان لوگوں سے مشقت رفع ہو جاتی ہے جن کے کام کاج اور سخت قسم کے حالات کبھی نمازیں جمع کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں، مگر شرط یہ ہے جیسا کہ ابن سیرین نے کہا ہے کہ عادت نہ بنائی جائے۔ [3]

مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ حدیث کو جمع حقیقی ہی پر محمول کیا ہے

---

① سنن النسائي، مترجم: 629/1، طبع دارالسلام. ② شرح مسلم (219/5). ③ تحقیق ترمذی 358/1-359.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جمع صوری کو علتِ رفعِ حرج کے منافی قرار دیا ہے۔ ①

راویِ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل

صاحب القول المقبول مزید لکھتے ہیں: راویِ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل بھی اس حدیث کے مطابق تھا، چنانچہ مسلم (5/217-218، حدیث: 705/57) ابوعوانہ (2/354-355) طیالسی (1/127) اور بیہقی (3/168) نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس نے بصرہ میں عصر کے بعد ہمیں خطبہ دینا شروع کیا، یہاں تک سورج غروب ہوگیا اور ستارے چمکنے لگے، کسی شخص نے کہا کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے سنت نہ سکھلاؤ۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ اس بارے میں میرے دل میں کچھ شبہ سا پیدا ہوا، چنانچہ میں ابوہریرہ کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا تو انھوں نے ان کی روایت کی تصدیق کی۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ «كُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ» حدیث: 705/58)

نسائی (1/286) اور طیالسی (1/126) نے جابر بن زید سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے بصرہ میں (ایک مرتبہ) ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا، انھوں نے ایسا کسی کام کی وجہ سے کیا اور بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ

① تعلیقات سلفیہ 1/414 طبع جدید۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا۔ اس روایت کی سند حسن درجے کی ہے۔[1]

امام شافعی، احمد اور امام اسحاق کا موقف

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.....»

''بعض اہل علم کہتے ہیں کہ بارش میں دو نمازیں جمع ہو سکتی ہیں، یہی موقف امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔''[2]

ضرورت کے تحت جمع بین الصلاتین کی مشروعیت

ضرورت کے تحت جمع بین الصلاتین شرعاً جائز ہے، اس کی دلیل وہی ابن عباس والی صحیح مسلم کی حدیث ہے، جس میں ہے: «أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ» کہ آپ کی امت مشقت کا شکار نہ ہو، اسی لیے آپ علیہ السلام نے دو دو نمازوں کو مدینہ میں جمع فرمایا، یعنی علتِ رفعِ حرج اس کی دلیل ہے جیسا کہ امام ابن سیرین کا موقف ہے اور اصحاب مالک میں سے امام اَشہب کا اور محدثین کی ایک جماعت کا بھی یہی موقف ہے، ابن المنذر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی اسی موقف کے حامل ہیں۔[3]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر کاری گر اور کسانوں کو کسی خاص وقت

---

① ماخوذ از تحقیق صلاۃ الرسول بتصرف، ص:647-648. ② سنن الترمذي، تحت حديث: 188.

③ مجموع الفتاویٰ 25/24، شرح نووی 3509/2، معالم السنن 55/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مشقت کا سامنا ہو، مثلاً: نماز پڑھنی ہے لیکن پانی بہت دور ہو، اگر وضو کے لیے جائیں اور وہاں جا کر وضو کریں تو وہ کام جس کی انھیں حاجت اور ضرورت ہے وہ دھرے کا دھرا رہ جائے تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ مشترک وقت میں دو نمازوں کو جمع کر لیں۔ ①

اسی طرح آں رحمہ اللہ سخت کیچڑ اور شدید آندھی کے موقع پر بھی تاریک رات میں یا اس قسم کے مواقع پر جمع بین الصلاتین کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔ ② (منقول از: ماہنامہ ضیائے حدیث، ستمبر 2015ء)

① مجموع الفتاویٰ: 458/21. ② مجموع الفتاویٰ: 30/24.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزولِ بارش کی قبل از وقت خبریں

نت نئی ایجادات انسان کے لیے بہت زیادہ آسانیاں پیدا کر رہی ہیں۔ انھی ایجادات کی بدولت پیچیدہ اور مشکل معاملات کے بارے میں جاننا بھی بہت آسان ہو چکا ہے۔ ایسے ایسے آلات اور مشینریاں ایجاد ہو چکی ہیں کہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے امور کے بارے میں قبل از وقت ہی اندازہ کر لیا جاتا ہے۔ یہ آلات اور مشینریاں جہاں انسان کے لیے مشکلات کے حل کا سبب بن رہی ہیں وہیں یہ تشویش کا باعث بھی ہیں۔ ان آلات کے ذریعے سے مستقبل کی بعض ایسی باتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ کچھ عرصہ قبل ان کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ چونکہ مستقبل کے بارے میں ایسی باتیں غیبی امور سے تعلق رکھتی ہیں، اس لیے جب ایک عام آدمی ایسی خبروں کے بارے میں مطلع ہوتا ہے تو اس کے ذہن میں بہت سارے شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ جدید آلات کے ذریعے سے مستقبل میں بارش ہونے کے بارے میں اندازہ لگا لینا اور جدید مشینری کے ذریعے سے رحمِ مادر کی کیفیت کا اندازہ ہو جانا کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، یہ ایسی خبریں ہیں کہ ایک عام آدمی شرعی تعلیمات اور ان خبروں کو تضاد کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور نبی ﷺ نے ایک حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ان دونوں چیزوں کو غیب کی چابیاں قرار دیا ہے جس کا معنی ہے کہ کوئی بھی شخص قبل از وقت ان کے بارے میں نہیں جان سکتا۔ ہم اس عنوان کے تحت یہ کوشش کریں گے کہ ایک عام آدمی کے ذہن میں جو شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں ان کو رفع کیا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۠﴾

''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (ماؤں کے) پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، خوب باخبر ہے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مِفْتَاحُ الْغَيبِ خَمْسٌ لَّايَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ: لَايَعْلَمُ اَحَدٌ مَّايَكُونُ فِي غَدٍ وَّلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّايَكُونُ فِى الْأَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَاتَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَّتٰى يَجِيءُ الْمَطَرُ»

''غیب کی چابیاں پانچ ہیں۔ اللہ کے علاوہ انھیں کوئی نہیں جانتا: کوئی شخص

---

[1] لقمان 31:34.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، کوئی شخص اس سے باخبر نہیں کہ رحم مادر میں کیا ہوگا، کوئی نفس اس سے مطلع نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا، کسی نفس کو اس بات کا علم نہیں کہ زمین کے کس حصے پر اس کی موت واقع ہوگی اور کوئی شخص اس بات کا علم نہیں رکھتا کہ بارش کب ہوگی۔''[1]

مذکورہ حدیث میں نزول بارش کو امور غیب میں سے قرار دیا گیا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے علم غیب کی ایک متعین تعریف کردی جائے تاکہ کسی خاطر خواہ نتیجے تک پہنچا جاسکے اور اس مسئلے کی پیچیدگیوں کو واضح کرنے اور سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

علم غیب

علم غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو تمام مخلوق سے پوشیدہ ہو چاہے وہ دیکھنے اور جاننے کے اعتبار سے ہو یا حسی طور پر۔ اور اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہو۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کا علم وسائط اور ذرائع کے بغیر ہے۔ کسی واسطے اور ذریعے سے کسی چیز کے بارے میں جاننا علم غیب کی شرعی تعریف میں نہیں آتا ہے۔ اور ویسے بھی علم ایک یقینی چیز کا نام ہے۔ جدید آلات یا مشینری کے ذریعے کسی چیز کا اندازہ لگالیا جاتا ہے تو وہ علم کی تعریف سے خارج ہوجاتا ہے، لہٰذا ہماری اس بحث کے دوران میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب کہیں ''علم غیب'' کا لفظ استعمال کیا جائے گا تو اس سے مراد علمِ یقینی ہوگا نہ کی آلات اور ذرائع سے حاصل کی گئی معلومات۔

---

[1] صحيح البخاري: 1039.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزول بارش کی قبل از وقت خبریں

محکمۂ موسمیات ایک ایسا محکمہ ہے جو بارش کے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اکثر اوقات پیش گوئیاں کرتا رہتا ہے۔ محکمۂ موسمیات کی یہ پیش گوئی جدید آلات کے ذریعے سے موسم کی نمی کے تناسب سے اندازہ لگا کر کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ مذکورہ حدیث کے متضاد ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ بارش کے نزول کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ کب نازل ہوگی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعض آلات کے ذریعے سے اس چیز کو جان لیا جائے؟ اس سوال کا مطلق جواب تو یہ ہے کہ جدید آلات کے ذریعے سے جان کر بارش کے بارے میں پیش گوئی کرنا شرعی تعلیمات کے متصادم نہیں ہے، البتہ جب ہم اس کی تفصیل میں جاتے ہیں تو درج ذیل پہلوؤں سے اس کا جواب ہمارے سامنے آتا ہے:

نوٹ: جوابات کی تفصیل سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ بارش کب ہوگی اور کب نہیں ہوگی بلکہ اس میں بارش سے متعلقہ وہ تمام امور آتے ہیں جن کا ذکر ہم جوابات کی تفصیل میں کریں گے۔

① محکمۂ موسمیات کی طرف سے جو پیش گوئی کی جاتی ہے وہ صرف ایک اندازہ ہوتا ہے۔ وہ کلی علم نہیں ہوتا کہ وہ پیش گوئی پوری ہوکر ہی رہے گی۔ عموماً ہم اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ محکمہ موسمیات کی پیش گوئی غلط ثابت ہوتی ہے۔ جس دن وہ بارش کے ہونے کی پیش گوئی کرتے ہیں اس دن بارش نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس اس دن بارش ہوجاتی ہے جس دن بارش نہ ہونے کی پیش گوئی کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا محکمۂ موسمیات کی یہ پیش گوئی صرف امکانات کی حد تک ہوتی ہے۔ اس کا کلی علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ کب بارش ہونی ہے اور کب نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ محکمۂ موسمیات کی یہ پیش گوئی بھی ایک محدود وقت پر ہوتی ہے۔ جب آلات کے ذریعے سے بارش کے اثرات محسوس کیے جاتے ہیں تب پیش گوئی کی جاتی ہے، ورنہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ پانچ چھ ماہ بعد یا اس سے زیادہ عرصے کے بعد کے بارے میں بارش کی پیش گوئی کی جاتی ہو۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا علم قیامت تک ہونے والی بارشوں کو محیط ہے۔ قیامت تک کتنی بارشیں ہوں گی اور کس کس دن ہوگی یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

② محکمۂ موسمیات کی پیش گوئی دن یا رات میں کسی بھی وقت بارش ہونے سے متعلق ہوتی ہے، اس میں کوئی مقررہ وقت نہیں بتایا جاتا کہ فلاں وقت پر بارش شروع ہوجائے گی۔ بعینہ بارش کے رکنے کا وقت بھی ان آلات کے ذریعے سے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ بارش کے ہونے کا مقررہ وقت کیا ہے، کتنی دیر تک بارش ہوگی اور اس کے رکنے کا مقررہ وقت کیا ہے۔

③ جدید آلات کے ذریعے سے یہ بات معلوم نہیں کی جاسکتی کہ نازل ہونے والی بارش کی مقدار کتنی ہوگی۔ بارش کے کتنے قطرے برسیں گے اور کس کس جگہ برسیں گے۔ ان تمام باتوں کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے کہ اس نے کتنی بارش برسانی ہے، اس میں کل کتنے قطرے ہوں گے اور کون سا قطرہ کس جگہ پر برسے گا۔

④ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو زمین سے نئی نئی نباتات اگتی ہیں۔ بارش کے پانی سے کون کون سی نباتات اگیں گی اور ان سے کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم بھی جدید آلات کے ذریعے سے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سب کچھ بھی صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تُمْطَرُوا وَلَكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوا وَتُمْطَرُوا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا»

''خشک سالی یہ نہیں ہے کہ تم پر بارش نہ برسائی جائے بلکہ خشک سالی تو یہ ہے کہ بارش بھی برسائی جائے مگر اس بارش کے نتیجے میں زمین نباتات نہ اگائے۔''[1]

معنی یہ کہ نباتات کا اگنا بھی ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس بارش سے نباتات اگیں گی اور کون سی بارش سے اگی ہوئی نباتات کو نقصان پہنچے گا۔

⑤ بارش ہونے سے قبل بارش کی شدت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا اور نہ یہ جانا جاسکتا ہے کہ ہونے والی بارش میں اولے برسیں گے یا نہیں۔ اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ بارش کی شدت کتنی ہوگی اور اس میں اولے برسیں گے تو کتنی مقدار میں برسیں گے۔

⑥ ہمارے ہاں مون سون میں ہر سال موسلا دھار بارشیں برستی ہیں۔ بارشوں کے مسلسل برسنے کی وجہ سے بارشوں کا پانی سیلاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اس سیلاب کی وجہ سے سیکڑوں دیہات زیر آب آتے ہیں۔ اس بات کا علم بھی اللہ ہی کے پاس ہے کہ کس بارش سے سیلاب آنا ہے۔ بارش کے کتنے قطرے سیلاب کی

---

[1] صحیح مسلم: 2904.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکل اختیار کریں گے اور کہاں کہاں جائیں گے؟ سیلاب سے کتنا نقصان ہوگا اور کہاں کہاں ہوگا۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں قبل از وقت جاننا ناممکن ہے۔

محترم قارئین! مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بارش کے بارے میں محکمۂ موسمیات کی طرف سے جو پیش گوئی کی جاتی ہے وہ ایک جزوی علم ہے جو آلات کے ذریعے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ نہ تو علم غیب ہے اور نہ علم غیب سے متعلق حدیث کے متعارض ہے۔ ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ کا مختلف پہلوؤں سے کلی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ گویا اس حوالے سے جو شکوک وشبہات ذہن میں جنم لیتے ہیں کہ محکمۂ موسمیات کی پیش گوئی حدیث سے متعارض ہے، یہ تمام شکوک وشبہات بھی رفع ہوجاتے ہیں۔

رحمِ مادر کی قبل از وقت خبریں

عوام الناس کی اکثریت نزول بارش کی طرح رحم مادر کی قبل از وقت خبروں سے متعلق بھی بہت زیادہ شکوک وشبہات کا شکار ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا مگر چونکہ یہ دونوں مسئلے ایک ہی آیت میں ایک ساتھ بیان ہوئے ہیں، اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر رحم مادر سے متعلق شکوک وشبہات اور ان کا ازالہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

رحمِ مادر میں بچہ ہے یا بچی، اس بات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے جدید مشینری ایک بہت آسان ذریعہ ہے۔ اگر ماضی قریب میں جائیں تو اس کے بارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جاننے کا تصور بھی ناپید تھا، اس لیے کہ انسانی آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت تفویض نہیں فرمائی کہ وہ بذاتِ خود ان چیزوں کے بارے آگاہی حاصل کر سکے جو پوشیدہ ہیں، البتہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسان نے ایسی جدید مشینری ایجاد کر لی ہے کہ ولادت سے قبل ہی اس بات کا پتہ لگا لیا جاتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ جدید مشینری کی ان معلومات کی بنا پر عام لوگوں کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس سوال کی بنیاد بھی وہی حدیث ہے جو ہم نے ابتدا میں ذکر کی ہے۔ حدیث میں صراحتاً یہ بات مذکور ہے کہ رحمِ مادر کی تمام چیزوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، جبکہ جدید مشینری کے ذریعے سے آج یہ ساری معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حدیث میں جو بات ذکر ہوئی ہے امر واقع اس کے مخالف ہو۔

بہر حال یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا حل کیا جانا بہت ضروری ہے۔ ذیل میں ہم اس حوالے سے جنم لینے والے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں بھی یہ بات ذہن نشین رہے کہ ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ میں بچے کا صرف مذکر یا مؤنث ہونا ہی نہیں بلکہ ولادت سے متعلقہ تمام امور اس کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کرنا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر مستقبل میں جدید مشینری کے ذریعے رحمِ مادر سے متعلقہ ان چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی جاتی ہیں کہ جن کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ابھی تک کوئی مشینری ایجاد نہیں ہوئی ہے تو وہ چیزیں بھی علمِ غیب کی تعریف سے خارج ہو جائیں گی۔ ذیل میں مختلف پہلوؤں سے اس بات کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ کسی خاطر خواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجے پر پہنچا جا سکے:

① جدید مشینری کے ذریعے سے رحمِ مادر میں بچے یا بچی کے ہونے کی معلومات اس وقت حاصل کی جاتی ہیں جب بچے کے مذکر یا مونث ہونے کی علامات واضح ہونا شروع ہو جاتی ہیں، جبکہ پیدا ہونے والے بچے پر اس سے پہلے بھی کچھ ادوار آتے ہیں، مثلاً: نطفہ، علقہ اور مضغہ۔ ان ادوار کو جنین کہتے ہیں۔ جب نطفہ رحم میں ٹھہر جاتا ہے تو دنیا کی کوئی مشینری یہ نہیں بتا سکتی کہ اس نطفے سے جس بچے کی پیدائش ہونی ہے وہ مذکر ہوگا یا کہ مؤنث۔ معنی یہ کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے کہ رحم مادر میں جو نطفہ ہے اس سے مذکر کی پیدائش ہونی ہے یا کہ مونث کی۔

② مشینری کے ذریعے سے رحمِ مادر میں بچے یا بچی کے ہونے کی جو خبر دی جاتی ہے یہ اس وقت کی ہے جب اللہ تعالیٰ اس جنین کے بارے میں فرشتے کو یہ حکم دیتا ہے کہ اس کا مذکر یا مؤنث ہونا لکھ دو۔ گویا کہ جب اللہ تعالیٰ اس جنین کے مذکر یا مؤنث ہونے کا علم مخلوق میں سے فرشتے کو بتا دیتا ہے تو پھر یہ علم غیب مطلق نہیں رہتا۔ اس کے بعد مشینری کے ذریعے سے جان لینا اس حدیث کے منافی نہیں ہے کہ جس میں اس کو امورِ غیب میں شمار کیا گیا ہے۔

③ رحمِ مادر میں موجود بچہ صحیح سالم پیدا ہوگا یا کہ اس میں کچھ نقص ہوگا، اس کے بارے میں بھی مشینری کے ذریعے سے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ رحمِ مادر میں موجود بچہ کس حالت میں پیدا ہوگا۔

④ ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ رحمِ مادر میں جو بچہ ہے وہ سعادت مند ہوگا یا بدبخت اور اسی طرح وہ نیک ہوگا یا بدکار، اس کا علم بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے اور رحمِ مادر میں موجود بچہ اپنی زندگی میں امیر ہوگا یا کہ غریب اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

⑤ رحمِ مادر میں موجود جنین سے اگر بچی نے جنم لینا ہے تو پھر اس بات کا علم بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ جو لڑکی پیدا ہو رہی ہے وہ ہمیشہ لڑکی ہی رہے گی یا کہ عمر کے کسی حصے میں اس کی جنس بدل بھی سکتی ہے۔ عموماً ایسے واقعات ہم اخبارات میں پڑھتے بھی رہتے ہیں کہ بعض لڑکیاں اللہ کے حکم سے لڑکے کی جنس میں بدل جاتی ہیں۔ کراچی میں ظالم شوہر نے اپنی بیوی کو صرف اس بنا پر طلاق دے دی کہ اس نے بیٹے کو جنم دینے کی بجائے بیٹی کو جنم دیا تھا۔ مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ لڑکی لڑکے کی جنس میں بدل گئی اور آج وہ لڑکا نارمل زندگی گزار رہا ہے۔[1]

یعنی یہ بھی ایک ایسا معاملہ ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

⑥ رحمِ مادر میں موجود بچے کے پیدا ہونے کے مقررہ وقت کا علم بھی صرف اللہ ہی کو ہے۔ ایسی کوئی مشینری موجود نہیں جو بچے کے پیدا ہونے کے مقررہ وقت سے آگاہ کر سکے۔

⑦ پیدائش کے بعد یہ بچہ اپنی زندگی میں کیا کیا کھائے گا؟ اس کا رزق کہاں کہاں پر موجود ہے؟ اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ابھی وہ بچہ رحمِ مادر میں ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کیا کیا کھائے گا اور کہاں کہاں سے کھائے گا۔

⑧ رحمِ مادر میں موجود بچہ اپنی زندگی میں کب تک زندہ رہے گا، اس کی موت کب واقع ہوگی اور کس جگہ واقع ہوگی؟ اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور

---

① نوائے وقت: 13 ستمبر 2013ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ہی کا حصہ ہے۔ دنیا میں ایسی کوئی مشینری ایجاد نہیں ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے جو یہ بتا سکے کہ جو بچہ رحمِ مادر میں موجود ہے وہ کب تک زندہ رہے گا، اس کی موت کب واقع ہوگی اور کہاں واقع ہوگی۔

محترم قارئین! درج بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جدید مشینری کے ذریعے سے رحمِ مادر پر جو اطلاع پائی جاتی ہے وہ ایک جزوی علم ہے جس کا تعلق مذکر یا مؤنث کی علامات واضح ہونے کے ساتھ ہے۔ اسے علم غیب میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ پہلے ہی اپنے فرشتے کو دے چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ میں وہ تمام پہلو شامل ہیں جو رحمِ مادر سے متعلق ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔ جدید آلات یا مشینری کے ذریعے سے امور غیب پر جو اطلاع پائی جاتی ہے وہ علم غیب نہیں بلکہ علم حسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امور کے بارے میں پہلے اپنے فرشتوں کو مطلع کر چکا ہوتا ہے، اس کے بعد انسان جدید آلات اور مشینری کے ذریعے سے اس پر اطلاع پاتے ہیں۔ علم غیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ بغیر کسی وسیلے اور امر حسی کے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا صحیح فہم اور سمجھ عطا فرمائے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

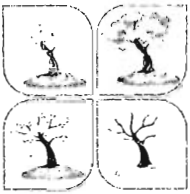

قدرتی آفات کی نسبت کس طرف کی جائے؟

موسم گرما میں جہاں شدت کی گرمی پڑتی ہے وہیں مون سون کی تیز ہوائیں، آندھی، طوفان اور موسلا دھار طوفانی بارشیں بھی اس موسم کا حصہ ہیں۔ یہی طوفانی بارشیں سیلاب کا روپ دھار لیتی ہیں جس کے نتیجے میں بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تیز آندھی اور بارش ایک ساتھ آجائیں تو بڑی بڑی عمارتیں بھی زمین بوس ہوجاتی ہیں۔ زلزلوں اور سیلاب کا آنا، تیز آندھی کا چلنا اور ضرورت سے زیادہ موسلا دھار بارشوں کا برسنا، یہ تمام چیزیں قدرتی آفات کے نام سے معروف ہیں۔ ذیل میں ہم ان آفات سے متعلق چند گزارشات پیش کریں گے، ان شاء اللہ۔

اللہ سے پناہ مانگیں

آفات کے حوالے سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ جب آندھی یا بارش کے آثار دیکھتے تو پریشان ہوجاتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر سوال کیا: ”اللہ کے رسول! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ بادل دیکھتے ہیں تو اس امید پر خوش ہوجاتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی، لیکن جب آپ اسے دیکھتے ہیں تو میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رتی آفات کی نسبت کس طرف کی جائے؟

آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی محسوس کرتی ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَاعَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا»

''عائشہ! مجھے اس بات سے کیا چیز امن دلا سکتی ہے کہ کہیں ان میں عذاب (نہ) ہو، ایک قوم آندھی کے عذاب کا شکار ہوئی تھی اور ایک قوم نے عذاب کو (دور سے) دیکھا تو کہا: یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔''[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ»

''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ اور جو اس میں ہے اس کی اور جو کچھ اس کے ذریعے بھیجا گیا ہے اس کی خیر کا طلب گار ہوں۔ اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''[2]

اگر آفات ٹل جائیں تو.....؟

رسول اللہ ﷺ نے آفات سے تحفظ کی خاطر مذکورہ دعا اور دیگر دعائیں سکھائی ہیں۔ جب بھی موسم میں خرابی پیدا ہو، ان دعاؤں کے ذریعے اللہ کی پناہ حاصل

① صحیح مسلم:(16)899. ② صحیح مسلم:(15)899.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہیے۔ ان دعاؤں کے نتیجے میں اگر آفات ٹل جائیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اسے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تصور کرنا چاہیے۔ آفات کے ٹل جانے کی نسبت غیر اللہ کی طرف نہ کی جائے کہ فلاں بزرگ یا فلاں ولی کی وجہ سے آفات ٹل گئی ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ سال (2014ء) کراچی کے ساحل سمندر پر طوفان کے ٹل جانے کو اسپیکر سندھ اسمبلی نے عبداللہ شاہ غازی کی کرامت قرار دیا تھا۔ ایسی باتیں اور جملے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، لہٰذا ان سے احتراز ضروری ہے۔

اگر آفات آ جائیں تو.....؟

کائنات میں رائی کا ایک ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔ درخت کا ایک پتہ بھی گرتا ہے تو اللہ کے حکم سے گرتا ہے۔ اسی طرح آفات کا نزول بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔ جب کائنات میں ہونے والا ہر معاملہ اللہ کے حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے تو ان آفات کی نسبت کس کی طرف کی جائے؟ اس حوالے سے چند بنیادی باتیں غور طلب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ آفات نازل کر کے اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہیں۔''[1]

دوسرے مقام پر فرمایا:

① الأنفال 51:8.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾

''میں بندوں پر ہرگز کوئی ظلم ڈھانے والا نہیں۔''①

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ رحمت کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا تو پھر یہ آفات جو ظلم ہی کی ایک صورت ہے، ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے کی جاسکتی ہے؟

② دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آفات نازل نہیں کرتا بلکہ بندوں پر جو آفات نازل ہوتی ہیں وہ ان کے اپنے جرائم کی بنا پر ہوتی ہیں۔ فی نفسہ کوئی شر یا آفت وقوع پذیر نہیں ہوتی جب تک کسی شریر فعل کا وقوع نہ ہو۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

''خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہوگیا اس کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ وہ انھیں اس کا کچھ مزہ چکھائے جو انھوں نے کیا ہے تاکہ وہ باز آجائیں۔''②

گویا آفات کا سبب بندوں کے اپنے اعمال ہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے تو پھر آفات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا درست نہیں، البتہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کی وجہ سے آفات کو نازل کرتا ہے، فی نفسہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفات کا نزول نہیں ہوتا۔ اگر بندے گناہوں سے باز آجائیں تو

① قٓ 29:50. ② الروم 41:30.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آفات کا نزول رک جائے۔

③ تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ادب اسی میں ہے کہ کسی بھی قسم کی مصیبت یا آفت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کی جائے۔ ہر خیر اور بھلائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی اور مصائب و آلام اور آفات کو بندوں کے گناہوں کا نتیجہ قرار دیا جائے گا، یہی ادب کا تقاضا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں:

① سیدنا ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں۔ آپ علیہ السلام کو ''جد الانبیاء'' بھی کہا جاتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہیں۔ اس دوران میں قوم کے اور ان کے درمیان جو مکالمہ ہوا قرآن مجید میں اسے بیان کیا گیا ہے۔ وہ اپنی قوم کے سامنے اللہ رب العالمین کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ ﴾

''اور (اللہ) وہ ذات ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔''[1]

مذکورہ مکالمے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی طرف اور شفا، جو خیر اور بھلائی ہے، کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ادب کرنے والے تھے۔ اپنی دعاؤں میں بھی آپ اس ادب کو ملحوظ رکھتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

---

① الشعرآء 26:79،80.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرتی آفات کی نسبت کس طرف کی جائے؟

«وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ.....»

اس طویل دعا میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«وَالشَّرُّ لَيسَ إِلَيكَ»

''اور برائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔''[1]

اگر اس حوالے سے صرف یہی حدیث سامنے رکھی جائے تو کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کمال درجے کا ادب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یا اللہ! ہر قسم کی خیر اور بھلائی تیری طرف سے ہے لیکن شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔

③ سیدنا خضر علیہ السلام بھی ادبِ الٰہی سے خوب آشنا تھے۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام حصولِ علم کی خاطر خضر علیہ السلام کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں کچھ واقعات پیش آئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ خضر علیہ السلام جس کشتی پر سوار ہوئے تھے اس میں انھوں نے سوراخ کر دیا تھا۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ جس بستی کے مکینوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا تھا اس بستی میں انھوں نے بلا معاوضہ ایک گرتی ہوئی دیوار کو اٹھا دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب اس بارے میں استفسار کیا تو پہلے کے بارے میں خضر علیہ السلام نے فرمایا: ''رہی کشتی تو وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے۔ تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو کشتی چھین کر لے لیتا تھا۔''[2]

اور دوسرے واقعے کے بارے میں فرمایا: ''اور رہ گئی دیوار تو وہ شہر میں دو یتیم

---

① صحیح مسلم: 771. ② الکھف 79:18.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کے لیے ایک خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک تھا تو تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔''[1]

یہاں پر محل استشہاد ''میں نے چاہا'' اور ''تیرے رب نے چاہا'' کے الفاظ ہیں۔ سیدنا خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیب کی نسبت اپنی طرف کی اور خیر اور بھلائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آفات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ زلزلہ، سیلاب یا فلاں آفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، درست نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ زلزلہ، سیلاب، آندھی، طوفان یا کوئی اور آفت بندوں کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

آفات سے نمٹنے کے دعوے

جب کبھی وطن عزیز کو ان آفات سے سامنا ہوتا ہے تو لوگوں کی طرف سے بڑے عجیب وغریب جملے بولے جاتے ہیں۔ خصوصاً حکمران طبقے کی جانب سے بڑے بڑے بول بولے جاتے ہیں۔ اس موقع پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ان آفات کا مقابلہ کریں گے اور اس بارے میں ایک پلان تشکیل دیا جا رہا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر جملے ایسے ہیں جو انسان کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا

[1] الكهف 18:82.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ»

''بندہ پوری زندگی جنت میں جانے والے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ اہل جہنم والا کوئی کام کرتا ہے جس کی وجہ سے اسے جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے۔''[1]

بھلا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کی وجہ سے عذاب نازل کرے تو کون ہے جو اس عذاب کو روکنے کی طاقت رکھتا ہو۔

«اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ»

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے پر آجائے تو کوئی اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ اس کا مقابلہ ہی کرسکتا ہے۔ ان آفات سے بچنے کا بہترین حل یہی ہے کہ قوم اجتماعی طور پر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ صرف اسی صورت میں بچاؤ ممکن ہے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں۔

---

[1] صحيح البخاري:3332.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف وائرس اور احتیاطی تدابیر

برسات کے موسم میں جگہ جگہ بارش کا پانی جمع ہونے کی وجہ سے مختلف قسم کے وائرس پھیلنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں آج کل زیادہ تر ڈینگی وائرس کے پھیلنے کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح خسرہ، فلو اور دیگر کئی بیماریوں کے وائرس کی صورت میں پھیلنے کے خدشات پائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں حکومت اور محکمہ صحت کی جانب سے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو احتیاطی تدابیر سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو ان مختلف قسم کے وائرسوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ایک شرعی مطلوب ہے۔ شریعت اس بات کی ترغیب دلاتی ہے کہ اہل ایمان احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ لیکن بعض لوگ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا توکل علی اللہ کے منافی ہے۔ ان لوگوں کی یہ سوچ محل نظر ہے۔ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے جواز پر دلائل ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ توکل کی تعریف کر دی جائے تاکہ توکل کے صحیح معنی ومفہوم کی وضاحت ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توکل علی اللہ کا صحیح مفہوم

توکل علی اللہ کا معنی کسی معاملے کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور یقین کرنا۔ یہ بھروسا اور یقین اسباب کو اختیار کرنے کے بعد ہوگا۔ توکل کی یہ تعریف رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے ماخوذ ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی سواری کو باندھ دوں اور پھر اللہ پر توکل کروں یا پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے اسے کھلا چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اسے اچھے طریقے سے باندھو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔''[1]

مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہیں۔ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر درج ذیل نصوص دلالت کرتی ہیں:

① نماز کی ادائیگی کے لیے وضو شرط ہے۔ وضو کیے بغیر ادا کی ہوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ البتہ اگر صورتحال ایسی ہو کہ وضو کے لیے پانی استعمال کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو شریعت احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کا حکم دیتی ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ پانی کی بجائے مٹی استعمال کی جائے اور وضو کی جگہ تیمم کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا

[1] جامع الترمذي: 2517.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)۔ اور اگر تم جنبی ہو تو غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے (فارغ ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو، پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو، اللہ نہیں چاہتا کہ تمھیں تنگی میں ڈالے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔''[1]

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پاک صاف مٹی پر ماری جائیں، پھر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر انھیں منہ پر پھیر لیا جائے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی پشت پر اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیر لیا جائے۔ یہ تیمّم کا مکمل طریقہ ہے۔

نوٹ: تیمّم میں بازوؤں پر کہنی تک اور پاؤں پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

② روزہ دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جب رمضان المبارک کا چاند طلوع ہو جائے تو روزے رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص بیمار ہے اور

---

① المآئدہ 6:5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزے رکھنے سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے تو شریعت اسے احتیاط کا حکم دیتی ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ وہ اس وقت روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں جب صحت یاب ہو جائے تب رکھ لے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دائمی مریض ہے اور دن کے اوقات میں دوائی کا استعمال کرتا ہے، اگر دوائی نہ کھائے تو مرض بڑھنے کا خطرہ ہے جس سے موت واقع ہو سکتی ہے تو ایسے شخص کے لیے بھی احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کا حکم ہے۔ اس کے لیے احتیاط یہی ہے کہ وہ روزے رکھنے کے بجائے فدیہ ادا کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

''(روزے) گنتی کے چند دن ہیں، پھر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو اس کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے، پھر اگر کوئی اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور تمھارا روزہ رکھنا تمھارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔''[1]

③ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾

---

[1] البقرة 2:184.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور میں نے جن اور انسان اسی لیے تو پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔''①

گویا عبادت ایک اہم ترین شرعی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کی عبادت کریں چاہے وہ نماز، روزہ، حج، زکاۃ یا کسی بھی مشروع صورت میں ہو۔ البتہ اس کے باوجود شریعت بندوں کے کمزور پڑ جانے کے اندیشے سے انھیں دن میں مسلسل روزے رکھنے اور پوری پوری رات قیام کرنے سے منع کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''تم سارا سال روزے رکھتے ہو اور پوری پوری رات قیام میں گزار دیتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ»

''اگر تم ایسے (مسلسل روزے رکھو گے اور پوری پوری رات قیام) کرو گے تو تمھاری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور تمھارا نفس کمزور پڑ جائے گا۔''②

گویا شریعت ایک شخص کو بیماری اور کمزوری سے محفوظ رکھنے کے لیے عبادت میں بھی توازن برقرار رکھنے کا حکم دے رہی ہے تاکہ احتیاط کا یہ پہلو اختیار کر کے ہر شخص صحت مند اور توانا رہ سکے۔

روحانی احتیاطی تدابیر

احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① الذاریات 56:51. ② صحيح البخاري: 1979.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعاؤں کے ذریعے روحانی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی ایسی دوائیں بتلائیں جو بے شمار موذی امراض سے بچنے کا کام دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے صرف موذی امراض ہی سے نہیں بلکہ موذی جانوروں کے نقصان اور بہت ساری مشکلات سے بچنے کے لیے بھی احتیاطی دعائیں بتائیں۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے روحانی احتیاطی تدابیر کو بڑی اہمیت دی ہے۔ ذیل میں ہم چند ایسی دعائیں ذکر کرتے ہیں جن کو ورد زبان رکھ کر ایک انسان بہت سارے موذی امراض اور موذی جانوروں کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے:

① لا علاج بیماریوں سے بچاؤ

ایک انسان اپنی زندگی کے اندر بہت سارے ایسے افراد کا سامنا کرتا ہے جنھیں خطرناک اور لا علاج قسم کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ ایسے افراد کو دیکھ کر انسان کا دل بہت نرم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اندر ایک خوف سا محسوس کرتا ہے کہ کہیں وہ بھی اس بیماری کا شکار نہ ہو جائے۔ ایسی کیفیت میں انسان اپنے آپ کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کا عزم کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر پڑھنے کے لیے ایک دعا بتلائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اس موقع پر یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو وہ اس بیماری سے محفوظ ہو جاتا ہے جس بیماری میں دوسرا شخص مبتلا ہے۔ (وہ دعا یہ ہے:)

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا»

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس چیز سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور اس نے مجھے اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے لوگوں پر بڑی فضیلت بخشی۔''[1]

اسی طرح اگر کسی شخص کو پریشان کن حالت میں دیکھیں تو اس موقع پر بھی یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے تاکہ اس پریشانی سے محفوظ رہا جا سکے۔

② جنات اور درندوں سے بچاؤ

دورِ جاہلیت میں بتوں کی پرستش کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں مختلف چیزوں کے بارے بہت زیادہ خوف پایا جاتا تھا۔ خاص کر جب لوگ دوران سفر کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو جنات اور دیگر مخلوقات کے خوف میں بہت زیادہ مبتلا ہو جاتے۔ اسی وجہ سے کسی بھی جگہ پڑاؤ ڈالنے سے پہلے وہ جنات کی پناہ طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو قرآن میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

''انسانوں میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ طلب کرتے تھے۔ جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''[2]

البتہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے عقیدے کی اصلاح کرتے ہوئے انھیں دعا سکھلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص دوران سفر جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالے

① جامع الترمذي:3431. ② الجن72:6.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کسی ہوٹل میں رہائش اختیار کرے یا کسی بھی جگہ آرام کرنے کے لیے رکے) تو اگر وہ اس وقت یہ دعا پڑھ لے تو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہو جائے گا۔ (دعا یہ ہے:)

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''[1]

گویا یہ بھی جنات اور دیگر مخلوقات کے شر سے بچنے کی ایک احتیاطی تدبیر ہے جسے اپنانے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اس احتیاطی تدبیر پر عمل کر کے بہت سارے نقصانات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

③ رات کے فتنوں سے بچاؤ

انسانی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ انسان رات کی تاریکی اور اندھیرے سے بہت خوف کھاتا ہے۔ خاص کر جب کوئی شخص کہیں تنہا رات گزارے تو اس کے دل میں عجیب عجیب خیالات جنم لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں تھوڑی سی آہٹ بھی سن کر اسے کسی انجانی چیز کا ڈر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اگر انسان اندھیرے میں اچانک کسی چیز کا یا اپنا سایہ دیکھ لے تو وہ بہت خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ شریر قسم کے جنات اور شیاطین اس طبعی چیز سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کی تاریکیوں میں انسانوں پر اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جادوگر اور جھوٹے عامل بھی اپنے جادو کے لیے رات کے اندھیروں کا انتخاب کرتے ہیں۔ بہرحال رات کے اندھیرے

[1] صحیح مسلم: 2708.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تاریکیاں اپنے اندر مختلف قسم کا خوف رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام چیزوں سے پیشگی بچنے کا ایک عظیم نسخہ بتایا ہے۔ اگر انسان اس پر عمل کر لے تو تمام قسم کے فتنوں اور خوف سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ»

''جو شخص رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لے تو وہ دو آیتیں اسے کافی ہو جاتی ہیں۔''[1]

یہ دو آیتیں اس شخص کو ہر قسم کے فتنے، خوف اور نقصان سے کفایت کرنے والی ہو جائیں گی۔ سہولت کے بسبب آخری دو آیات مع ترجمہ یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

''رسول (ﷺ) اس (ہدایت) پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی، سب اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے

---

[1] صحيح البخاري: 5008.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں:) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں: ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا کارساز ہے، لہٰذا تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''[1]

④ صبح وشام کے اذکار

احادیث میں صبح وشام کی مخصوص دعائیں بھی مذکور ہیں۔ ان دعاؤں کا مقصد بھی ایک شخص کا اپنے آپ کو مختلف قسم کے فتنوں اور نقصانات سے محفوظ رکھنا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ایک شرعی مطلوب ہے۔ کسی بھی قسم کے وائرس یا وبا سے بچنے کے لیے اگر احتیاطی تدابیر بیان کی جائیں تو انھیں اختیار کرنا چاہیے نہ کہ دوسرے لوگوں کو بھی شکوک وشبہات میں ڈالا جائے۔

www.kitabosunnat.com

[1] البقرۃ2: 285، 286.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسم بہار

پودوں کی جوانی کا موسم

جب کسی شخص کو بہت زیادہ تکلیف یا غم کے بعد خوشی میسر آئے تو اس کے آثار اس کے چہرے پر بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کا چہرہ بڑا تر و تازہ محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ آپ کے چہرے پر تو بہار لوٹ آئی ہے۔ گویا موسم بہار ایک تر و تازگی کا نام ہے۔ ایسے پودے جو اس سے پہلے مرجھا چکے ہوتے ہیں، وہ بھی بڑے تر و تازہ دکھائی دیتے ہیں۔ یوں کہہ لیں کہ جو پودے پہلے بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں وہ بھی اس موسم میں جوان ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں موسم بہار کے ساتھ کچھ تہوار بھی جوڑ لیے گئے ہیں۔ موسم بہار اور ان تہواروں سے متعلق شرعی تعلیمات کیا ہیں؟ آیئے اس بارے میں جانتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجر کاری

درخت لگائیں.....ثواب کمائیں

مختلف موسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہیں۔ اگر ہمیشہ ایک ہی طرح کا موسم رہتا تو انسان اکتا جاتا اور اپنے امور زندگی بھی صحیح طرح سے انجام نہ دے سکتا۔ موسمِ بہار بھی ان موسموں میں سے ایک ہے۔ یہ بڑا خوشگوار موسم ہوتا ہے۔ اسے شجر کاری کا موسم بھی کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسمِ بہار میں شجر کاری کی خصوصی مہمات چلائی جاتی ہیں۔ اس حوالے سے خصوصی پروگرام بھی منعقد کیے جاتے ہیں جس میں لوگوں کو شجر کاری سے متعلقہ امور میں بریفنگ دی جاتی ہے۔

دین اسلام نے شجر کاری کو بڑی اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام شجر کاری کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کرتا اور انھیں اجر کی نوید سناتا ہے۔ شجر کاری سے متعلق نبی ﷺ کی تعلیمات جابجا موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بکثرت شجر کاری کی ترغیب دلائی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَبِيَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَقُومَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی یَغْرِسَهَا فَلْیَفْعَلْ»

''اگر قیامت قائم ہوجائے اور تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ میں کھجور کا پودہ ہو تو اگر وہ شخص اس پودے کو اگانے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس وقت بھی اس کو زمین میں بو دے۔''[1]

ہم جب شجرکاری کے حوالے سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو مختلف پہلوؤں سے اس کی اہمیت ہمارے سامنے اجاگر ہوتی ہے۔ درج بالا عنوان کے تحت ہم شجرکاری کے ان مختلف پہلوؤں کو بیان کریں گے جو شرعی نصوص سے ماخوذ ہیں۔ یاد رہے کہ شجرکاری میں ہر قسم کے پودے شامل ہیں چاہے وہ پھل دار ہوں یا پھول دار یا صرف سایہ دار ہی ہوں۔

شجرکاری.....ثواب ہی ثواب

''پودا لگانا عبادت ہے۔'' یہ جملہ اکثر طور پر ہمیں پڑھنے کو ملتا ہے۔ کبھی بینروں پر لکھا ہوا اور کبھی اشتہارات یا ہینڈ بلوں پر۔ اس جملے کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَامِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا أَوْیَزْرَعُ زَرْعًا فَیَأْکُلُ مِنْهُ طَیْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِیمَةٌ إِلَّا کَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»

''جب کوئی مسلمان بندہ درخت اگاتا ہے یا کوئی اور کھیتی بوتا ہے تو اس درخت یا کھیتی میں سے اگر کوئی پرندہ، انسان یا جانور کچھ کھا لیتا ہے تو اس

[1] مسند أحمد: 191/3.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخت لگانے والے آدمی کے لیے ان کا کھا لینا بھی صدقہ شمار ہوگا۔"[1]

یعنی اگر کوئی پرندہ اس درخت کا پھل کھا لیتا ہے یا کوئی جانور اس درخت کے پتے وغیرہ کھا لیتا ہے تو اس مالک کے نامۂ اعمال میں یہ صدقہ لکھا جائے گا، مثلاً: اگر کوئی پرندہ امرود کے درخت پر بیٹھ کر ایک امرود کھا جاتا ہے تو اس درخت کے مالک کے نامۂ اعمال میں یہ لکھ دیا جائے گا کہ اس نے ایک امرود اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سبزی کی فصل یا کوئی اور فصل بوتا ہے تو کوئی انسان، پرندہ یا جانور اس میں سے کھا جاتا ہے تو مالک کے نامۂ اعمال میں وہ صدقہ لکھا جائے گا۔ اس لیے وہ شخص جو کوئی درخت وغیرہ لگاتا ہے تو اسے اس حدیث کی روشنی میں یہ جان لینا چاہیے کہ وہ صرف درخت نہیں لگا رہا بلکہ اپنے لیے ثواب کمانے کی ایک فیکٹری کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ بظاہر کسی قسم کا فائدہ نہ بھی ہو رہا ہو تو کم از کم درخت آکسیجن تو فراہم کر ہی رہا ہے۔

شجرکاری.....صدقۂ جاریہ

شجرکاری دنیا کے اعتبار سے تو نفع بخش ہے ہی ہے آخرت کے حوالے سے بھی یہ ایک نفع مند تجارت ہے۔ یہ ایک ایسی مفید تجارت ہے کہ بندے کی موت کے بعد بھی اجر کی صورت میں اسے فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوتِهِ»

"سات چیزیں ایسی ہیں کہ بندے کی موت کے بعد بھی ان کا اجر اسے

[1] صحيح البخاري: 2320.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچتا رہتا ہے۔"

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ کھجور کا درخت اگاتا ہے تو اس کی وفات کے بعد بھی جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کا اجر اسے ملتا رہے گا۔[1]

کوئی بھی ایسا درخت جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں وہ صدقۂ جاریہ میں شمار ہوگا۔

ضرورت کی جگہوں پر شجرکاری

ہمارے ہاں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو کہیں آنے جانے کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو سٹاپ پر آنا پڑتا ہے جہاں سے وہ گاڑی پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً بس سٹاپوں پر موسمِ گرما میں موسم کی شدت سے بچنے کے لیے کچھ خاص بندوبست نہیں ہوتا۔ خصوصاً دیہاتوں میں مسافروں کے لیے سائے کا اہتمام نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسافرین کی سہولت کے پیش نظر ایسی جگہوں پر مسافر خانہ تعمیر کرنے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حدیث میں مسافر خانے کی تعمیر کو صدقۂ جاریہ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوتِهِ ..... أَوْ بَيتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ»

[1] صحيح الجامع الصغير: 336/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مومن کو وفات کے بعد جو نیک عمل پہنچتے ہیں، ان میں یہ بھی ہے: مسافر خانہ جو اس نے قائم کیا۔“[1]

جس طرح مسافر خانے کا مقصد مسافروں کو سہولت پہنچانا ہوتا ہے اسی طرح سٹاپ پر درخت لگانے کا مقصود بھی مسافروں کو دھوپ کی شدت سے بچانا ہے۔

چوری شدہ پھل پر بھی اجر

ہمارے ہاں پھلوں کے باغ یا سبزیوں وغیرہ کی چوری کرنے کا رواج عام ہے۔ یہ کوئی قابل ستائش فعل نہیں بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔ اس لیے مالکان کو اپنی فصل کا بڑا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر پھر بھی کچھ ماہر قسم کے چور پھل وغیرہ چوری کر جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مالکان کو پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ انھیں اس بات کا یقین رکھنا چاہیے کہ ان کا یہ چوری کیا گیا پھل ضائع نہیں جائے گا۔ جس قدر پھل وغیرہ چوری ہوا ہے وہ ان کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا اور قیامت کے دن ان کو اجر سے نوازا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ»

”کوئی مسلمان اگر درخت لگاتا ہے اور اس میں سے کچھ کھا لیا جاتا ہے یا کچھ چوری کر لیا جاتا ہے تو وہ بھی اس کے مالک کے لیے صدقہ لکھا جائے گا۔“[2]

---

[1] سنن ابن ماجه: 242. [2] صحيح مسلم: 1552، وصحيح الترغيب و الترهيب للألباني: 353/2، حديث: 2596.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ فصل اگانے کا حکم دیتے ہیں

شجرکاری اور فصل اگانے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زمین خالی رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ وہ لوگ جن کے پاس زمینیں تو تھیں مگر وہ کاشت نہیں کر رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ خود زمین کاشت نہیں کر سکتے تو اپنے کسی دوسرے بھائی کو بطور ہدیہ دے دیں تاکہ زمین خالی نہ پڑی رہے۔[1]

یہود خیبر کے باغات

خیبر کا علاقہ بڑا زرخیز علاقہ تھا۔ وہاں یہودیوں کے کچھ قبائل آباد تھے۔ انھوں نے زمین کی زرخیزی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے پیمانے پر شجرکاری کر رکھی تھی۔ جب خیبر کا علاقہ فتح ہوا تو وہ تمام باغات رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں آچکے تھے۔ آپ ﷺ چاہتے تو ان کے تمام باغات کو تہس نہس کروا دیتے۔ آپ ﷺ نے ان باغوں کو برقرار رکھا اور یہود سے یہ معاملہ طے پایا کہ ان کی دیکھ بھال وہ ہی کریں گے، البتہ جو پھل حاصل ہوگا اس میں سے آدھا ان کو دیا جائے گا۔[2]

رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل سے شجرکاری کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان درختوں کو برقرار رکھا اور ان کی دیکھ بھال کے لیے باقاعدہ یہود کی ڈیوٹی لگا دی۔

---

① صحيح البخاري:2341. ② صحيح البخاري:2331.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باغات کی حفاظت کے لیے کتے

شجرکاری یا کھیتی باڑی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ شرعاً کتا پالنا منع ہے، جس گھر میں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ البتہ اگر باغات یا کھیتی باڑی کی حفاظت کے لیے کتا پالا جائے تو اس کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَومٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ»

''اگر کوئی شخص کھیتی باڑی اور چوپایوں کی حفاظت کے لیے یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے تو اس کے اعمال میں سے ہر روز ایک ایک قیراط کے بقدر اجر کم کر دیا جاتا ہے۔''[1]

یعنی پھلوں اور پھول دار پودوں کی حفاظت کی خاطر شریعت کتے پالنے کی اجازت بھی دیتی ہے۔ اس سے شجرکاری کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

درخت نہ کاٹو.....!

نئے درخت لگانے کی اہمیت اور اجر وثواب تو ہے ہی، رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے موجود درختوں کو بھی کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَقْطَعُوا الشَّجَرَ فَإِنَّهُ عِصْمَةٌ لِلْمَوَاشِي فِي الْجَدَبِ»

---

[1] صحيح البخاري:2322.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''درختوں کو نہ کاٹو، اس لیے کہ یہ درخت قحط سالی کے دور میں جانوروں کے موت سے بچنے کا سبب ہیں۔''[1]

ابودرداء رضی اللہ عنہ شجرکاری کرتے ہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت نیکی کی تلاش میں رہتے تھے۔ اسی سوچ کے پیش نظر ایک مرتبہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ درخت لگا رہے تھے۔ ایک آدمی نے درخت لگاتے ہوئے انھیں دیکھا تو تعجب کرتے ہوئے کہنے لگا: ''ابودرداء! آپ صحابی رسول ہونے کے باوجود درخت لگا رہے ہیں۔'' ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے:

«مَنْ غَرَسَ غَرْسًا لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ آدَمِيٌّ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»

''جو بھی شخص کوئی درخت لگاتا ہے تو اس درخت میں سے اگر کوئی آدمی کھائے یا اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی مخلوق کھائے گی اس کے لیے وہ صدقہ ہوگا، یعنی اس کا اجر اس درخت لگانے والے آدمی کو ملے گا۔''[2]

گویا اس آدمی نے درخت لگانے کو ایک عام اور گھٹیا عمل سمجھا مگر سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس کی غلط سوچ کی تردید فرمائی اور شجرکاری کی اہمیت اور فضیلت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی۔

---

① مصنف عبدالرزاق: 146/5. ② صحیح الترغیب والترھیب للألباني: 354/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں شجرکاری کی اہمیت

دورِحاضر میں پلوشن ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔اس مسئلے کا حل اس میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ درخت کاشت کیے جائیں۔ اگر پلوشن اسی طرح بڑھتی رہی اور اس کے مقابلے میں شجرکاری نہ ہوئی تو انسان کے لیے دشواری پیدا ہوگی۔ اسی طرح درخت آکسیجن کے لیے بھی انتہائی مفید ہیں۔ علاوہ ازیں درخت اور سبزہ اس زمین کا حسن ہے۔ پھول، کلیوں اور پودوں پر بہار دیکھ کر انسان پر بھی بہار آ جاتی ہے۔

درختوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ تیز آندھی کی شدت کو کم کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ عمومی سوچ تو یہ ہے کہ درخت آندھی کا سبب بنتے ہیں، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب درخت آندھی کے آگے آڑ بنتے ہیں تو آندھی انھیں اکھاڑ دور پھینکتی ہے۔

اسی طرح درختوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ یہ فضا کو آلودگی سے پاک رکھتے ہیں اور ماحول صاف ستھرا رہتا ہے۔ ایسے ہی بہت ساری صنعتوں کا دارومدار بھی ان درختوں پر ہے۔ درختوں کے پتوں سے کاغذ تیار کیا جاتا ہے جو انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ کچھ موذی امراض ایسی ہیں کہ ڈاکٹر حضرات مریض کے اہل خانہ کو اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ مریض کو گھر میں رکھنے کی بجائے کسی صاف ستھرے باغ میں رکھا جائے۔

خلاصہ کلام یہ کہ درختوں کے بے شمار فوائد ہیں۔ اگر ایک ایک درخت کے الگ الگ فوائد نوٹ کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ بات کو اچھی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کے لیے صرف ایک مثال ذکر کرتے ہیں: شہد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت ساری بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ شہد بنانے کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی ہی کی لگائی ہے مگر وہ مکھی جب مختلف درختوں پر بیٹھ کر شہد تیار کرتی ہے تو درختوں کے مختلف ہونے کی بنا پر اس کی تاثیر میں بھی خاصا فرق پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ بیری کا شہد پسند کیا جاتا ہے۔ یعنی بیری کے درخت پر بنے ہوئے شہد کے فوائد دوسرے درختوں پر بنے ہوئے شہد کی نسبت زیادہ ہیں جس سے بیری کے درخت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مثال بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر درخت کے اپنے اپنے فائدے ہیں جو بے شمار ہیں۔ ہر درخت اپنے الگ الگ فوائد کی بدولت اپنا اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ شجرکاری کے دینی اور دنیاوی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے معاشرے میں رواج دیا جائے اور جس جگہ ممکن ہو وہاں شجرکاری کی جائے۔ ہر سال موسم بہار شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے آپ کو شجرکاری کے لیے تیار کرلیں اور ایک ہدف مقرر کرلیں کہ اس بار ہم نے اتنے درخت اگانے ہیں۔

گملوں کا پانی

اللہ تعالیٰ نے مٹی میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ جب کسی فصل کو پانی دیا جاتا ہے تو وہ ایک دو دن میں بالکل خشک ہو جاتا ہے۔ خصوصاً گھر میں بنی ہوئی پھولوں یا پودوں وغیرہ کی کیاریوں کو جب پانی دیا جاتا ہے تو وہ کچھ ہی دیر میں جذب ہو جاتا ہے، البتہ گملوں کا معاملہ اس سے کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہے۔ دنیا بھر میں عموماً گملوں میں اور بالخصوص دفاتر میں گملوں کے اندر پودے لگا کر رکھے جاتے ہیں۔ گملوں میں لگے پودوں کو جب پانی دیا جاتا ہے تو مٹی کی مقدار کم ہونے کے باعث پانی جذب نہیں ہوتا اور زیادہ دیر گملوں میں پانی کھڑا رہتا ہے۔ اس لیے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ گملوں میں صرف اس قدر پانی ڈالا جائے جو جذب ہو جائے۔ اگر گملوں میں پانی زیادہ دیر تک کھڑا رہے تو مختلف موذی حشرات الارض کی آماجگاہ بن جاتا ہے جو ایک انسان کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو اسی پانی سے ہی موذی حشرات کی پیدائش ہونا شروع ہو جاتی ہے، لہٰذا اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ گملوں میں زیادہ دیر تک پانی نہ کھڑا رہے۔

درخت کاٹنا بھی باعث اجر

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح درخت اگانے پر اجر وثواب کی نوید سنائی ہے اسی طرح درخت کاٹنے پر بھی بہت زیادہ اجر وثواب بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ اجر وثواب ہر درخت کے کاٹنے پر نہیں بلکہ اس درخت کے کاٹنے پر ہے جو کسی راستے میں ہو اور لوگوں کو اس درخت سے تکلیف کا سامنا ہو۔ ایسے درخت کے کاٹنے یا درخت کے تکلیف دہ حصے کو کاٹنے کا بہت اجر وثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ»

''ایک آدمی نے راہ چلتے ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اسے وہاں سے ہٹا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدردانی کی اور اسے بخش دیا۔''①

اس حدیث کی روشنی میں ہمیں ان درختوں کا جائزہ بھی لیتے رہنا چاہیے جو گھر کے باہر لگائے جاتے ہیں۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ درخت بڑا ہونے پر اس کی شاخیں راستے تک پھیل جاتی ہیں اور گزرنے والے لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ ایسی شاخیں جو راہ گزر لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں انھیں گاہے گاہے کاٹتے رہنا چاہیے تاکہ لوگ بھی تکلیف سے بچ جائیں اور اجروثواب بھی حاصل ہو۔

جنت میں شجرکاری

آدمی دنیا ہی میں رہ کر جنت میں بھی شجرکاری کرسکتا ہے۔ جنت میں شجرکاری کیسے ہوگی؟ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہماری بہترین راہنمائی کرتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پودا لگا رہے تھے۔ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو پوچھا: ''ابوہریرہ! کیا پودا لگا رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں اپنے لیے پودا لگا رہا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس سے بہتر پودے کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ ضرور بتلائیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ کہا کرو: «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر» تمھارے لیے ان میں سے ہر ایک کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''②

① صحيح البخاري: 652. ② سنن ابن ماجه: 3807.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کے نام شجرکاری کا پیغام

معراج کے موقع پر جب پیغمبر علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات کرائی گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ اس ملاقات کی تفصیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی: معراج کی رات جب ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے سلام اور خوش آمدید کہنے کے بعد کہا:

«يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَآءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ»

''اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو میرا سلام کہنا۔ ان کو یہ خبر دے دینا کہ جنت کی مٹی بڑی زرخیز ہے۔ اس کا پانی بڑا میٹھا ہے۔ البتہ وہ چٹیل میدان ہے (جہاں شجرکاری کی ضرورت ہے)۔ اور اس کی شجرکاری یہ کلمات ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔''[1]

[1] جامع الترمذي:3462.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

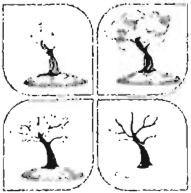

عالمی یوم محبت کے نام پر منایا جانے والا تہوار ویلنٹائن ڈے

محبت کے نام پر ایک دھبہ

موسم بہار کا ایک تہوار ''ویلنٹائن ڈے'' ہے۔ یہ تہوار محبت کے نام پر منایا جاتا ہے۔ ''محبت'' ایک ایسا لفظ ہے جو معاشرے میں عام طور پر پڑھنے اور سننے کو ملتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں ہر فرد اس کا متلاشی نظر آتا ہے اگرچہ ہر متلاشی کی سوچ اور محبت کے پیمانے جدا جدا ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام محبت اور اخوت کا دین ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ تمام لوگ محبت، پیار اور اخوت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ مگر قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں محبت کو غلط رنگ دے دیا گیا ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ''محبت'' کے لفظ کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ صورت حال اس حد تک بگڑ چکی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے حقیقی محبت کا اظہار کرنا چاہے تو وہ بھی تذبذب کا شکار رہتا ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ جس سے محبت ہو اس سے محبت کا اظہار بھی کیا جائے۔ [1]

---

[1] سنن أبي داود: 5124.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تمام صورت حال کا سبب فقط اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ اسلام نے محبت کی تمام راہیں متعین فرما دی ہیں۔ جہاں محبت کے لفظ کو بدنام کر دیا گیا ہے وہیں ہمارے معاشرے میں محبت کی بہت ساری غلط صورتیں بھی رائج ہو چکی ہیں۔ اس کی ایک مثال عالمی سطح پر ''ویلنٹائن ڈے'' کا منایا جانا ہے۔ ہر سال 14 فروری کو یہ تہوار منایا جاتا ہے۔

عالمی سطح پر ''یومِ محبت'' کے طور پر ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے منایا جانے والا یہ تہوار پاکستان میں سال بہ سال مقبولیت پا رہا ہے۔ اس دن جو بھی جس کے ساتھ محبت کا دعوے دار ہے اسے پھولوں کا گل دستہ پیش کرتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تہوار منانے والے ابھی تک اس بات کا فیصلہ نہیں کر پائے کہ یہ دن منانے کی وجہ کیا ہے؟ اس حوالے سے مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ اگر ان روایات کو بھی بنیاد بنایا جائے تو ایک عقل مند اور باشعور انسان اس تہوار کو منانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کوئی بھی غیرت مند اور باحمیت شخص کبھی یہ گوارا نہیں کرے گا کہ کوئی راہ چلتا شخص اس کی بیٹی کو پھولوں کا گل دستہ پیش کرتا پھرے۔ اسی طرح کوئی بھی باحیا، غیرت مند اور پاکدامن لڑکی کبھی یہ پسند نہیں کرے گی کہ اس کا کلاس فیلو، یونیورسٹی فیلو یا کوئی بھی راہ چلتا نوجوان اسے پھول پیش کرے اور محبت کی پینگیں بڑھائے۔

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس دن کے حوالے سے مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں جن میں سے کوئی بھی مستند نہیں ہے، البتہ ایک خیالی داستان جو بہت مشہور ہو چکی ہے، بطور مثال ذکر کرتے ہیں: تیسری صدی عیسوی میں روم میں ''ویلنٹائن'' نامی ایک پادری کو ایک راہبہ سے ''عشق'' ہو گیا۔ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے نکاح ممنوع تھا اور اب بھی ممنوع ہے۔ اس نے عشق کو انتہا تک پہنچانے کے لیے ایک ڈرامہ رچایا اور اپنی معشوقہ سے کہا: ''مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اگر 14 فروری کو راہب اور راہبہ (بغیر نکاح کے) صنفی ملاپ کرلیں تو ان پر کوئی حد نہیں لگے گی۔'' راہبہ اس کے چکر میں آ گئی اور دونوں ''جوشِ عشق'' میں ''منہ کالا'' کر بیٹھے۔ کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر انھیں قتل کر دیا گیا۔ اس پادری کا نام ''ویلنٹائن'' بتایا جاتا ہے جسے بعد میں ''نام نہاد عشاق'' کی طرف سے ''شہیدِ محبت'' کا لقب دیا گیا۔ اسی عاشق راہب ویلنٹائن کی یاد میں ہر سال 14 فروری کو ''ویلنٹائن ڈے'' منایا جاتا ہے۔

یہ وہ داستان ہے جس کی بنیاد پر ایک جنونی گروہ مسلم معاشرے خصوصاً پاکستان میں بے حیائی کو فروغ دے رہا ہے۔ باعثِ شرم بات تو یہ ہے کہ اس عاشق راہب اور معشوقہ راہبہ کا جس مذہب سے تعلق تھا وہ اس تہوار کو اپنا ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں مگر مسلمان ہیں کہ بے حیائی کے اس کلچر کے صدقے واری جاتے نہیں تھکتے ہیں۔ باعثِ صد افسوس بات یہ ہے کہ ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر چھایا ہوا ایک مخصوص گروہ ''ویلنٹائن ڈے'' کو یومِ تجدید محبت'' کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ماضی قریب تک ایسی ''محبت'' کو باعث عار سمجھا جاتا تھا مگر اب اسے باعث افتخار سمجھا جانے لگا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اگر کسی کو عشق کی بیماری لگ جاتی تو وہ معاشرے میں اپنی عزت کو برقرار رکھنے کی خاطر اپنے اس مرض کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ مگر آج صورت حال یہ ہے کہ ہمارا میڈیا اس مرض کو ایک ''مقدس چیز'' کے طور پر پیش کرتا ہے۔ پاکستان میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ویلنٹائن ڈے جیسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واہیات تقریبات کو رواج دیا جا رہا ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والی اس مملکتِ خداداد میں لادینیت اور جنسی بداعتدالیوں کو کس طرح تیزی سے ہوا دی جا رہی ہے اس کا اندازا اس طرح کے حیاباختہ تہواروں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ غیر مسلم این۔ جی۔ اوز کے تحت چلنے والے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں باقاعدہ طور پر اس بے ہودہ تہوار کو منایا جاتا ہے۔ یقیناً ان سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے ہمارے ہی بچے، ہماری ہی بیٹیاں اور بہنیں ہوتی ہیں جن کو دنیاوی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ دین سے دور بھی لے جایا جا رہا ہے۔ گلی کوچوں، محلوں، بازاروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لفنگے نوجوان ان باحیا اور شریف لڑکیوں کو پھول پیش کر کے چھیڑ خانی کرتے رہتے ہیں جو اپنے آپ کو مغربی تہذیب سے محفوظ رکھنا چاہتی ہیں۔ عفت وعصمت کی پیکر یہ لڑکیاں اس بداخلاقی کا جواب دینے کے بجائے عزت بچا کر وہاں سے بچ نکلنے ہی میں عافیت سمجھتی ہیں۔

فحاشی اور بے حیائی کے اس تہوار کو ''یومِ محبت'' قرار دیے جانے کے بجائے ''یومِ اوباشی'' قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا، اس لیے کہ اس تہوار کا اصل مقصود مرد اور عورت کے درمیان ناجائز تعلقات کو فروغ دینا بلکہ تقدس عطا کرنا ہے۔ اہل مغرب کی یہ کوشش ہے کہ اسلامی معاشرے میں فحاشی وعریانی کو عام کر کے مغربی ممالک کی طرح یہاں بھی عورت کو ''تماشا'' بنا دیا جائے۔ قدیم رومی کلچر کی روایات ہوں یا جدید مغرب کا اسلوبِ جنس پرستی، ان کا ہماری مذہبی تعلیمات تو ایک طرف، مشرقی کلچر سے بھی دور کا واسطہ نہیں ہے۔ مغرب میں ''محبت'' کا تصور ومفہوم یکسر مختلف ہے۔ جس جذبے کو وہاں محبت (LOVE) کا نام دیا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ درحقیقت بوالہوسی اور خواہش پرستی ہے۔ اس معاشرے میں عشق اور فسق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ مرد و زن کی باہمی رضا مندی، ہر طرح کی شہوت رانی اور زنا کاری وہاں ''محبت'' ہی کہلاتی ہے۔ اسی طرح ''ویلنٹائن ڈے'' منانے والوں کی جانب سے ''محبت'' کا لفظ جنسی بے راہ روی کے لیے بطورِ استعارہ استعمال ہوتا ہے۔ گویا ''حقیقی محبت'' اور ''ویلنٹائن ڈے'' دو متضاد چیزیں ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ''حقیقی محبت'' دین اسلام کا حصہ اور ''ویلنٹائن ڈے'' جنسی بے راہ روی کا دوسرا نام ہے۔

قدیم روم میں اس تہوار کو ''خاوند کے شکار'' کا دن سمجھا جاتا تھا، یعنی عورت خود ہی بازار میں نکلتی اور اپنے ہونے والے شوہر کا خود ہی انتخاب کرتی۔ اسلام اس بے حمیتی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی معاشرے میں عورت کی شادی کی ذمہ داری اس کے ولی کی ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر عورت کے نکاح کو شریعت نے زنا قرار دیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں میاں بیوی کے درمیان محبت کے اظہار پر کوئی بندش نہیں ہے لیکن اس کے لیے ایک ایسے دن کا انتخاب کرنا جو مغرب کی جنس پرست تہذیب کا علامتی اظہار بن چکا ہے، کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں نوجوان نسل کو ان خرافات کے مضمرات سے آگاہ نہیں کیا جا رہا۔ انھیں اس بات سے مطلع نہیں کیا جا رہا کہ جس بات کو وہ ''محبت'' سمجھ کر منا رہے ہیں، وہ درحقیقت شہوت رانی اور جنسی بے راہ روی کا راستہ ہے۔ اس کا ان کی سماجی روایات اور اخلاقی قدروں سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

بے حیائی پر مبنی یہ تہوار جس تیزی کے ساتھ پاکستان میں پھیلتا جا رہا ہے وہ بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشویشناک ہے۔ اخباری رپورٹ کے مطابق صرف لاہور کے اندر 14 فروری کو کروڑوں روپے کے پھول فروخت ہوتے ہیں۔ اس قدر بڑی مقدار میں پھول بوالہوس عُشاق کی طرف سے ایک دوسرے کو پیش کرنے کے لیے خریدے جاتے ہیں۔ اس تمام صورتِ حال کا ذمہ دار ہمارا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ہے۔ کیا ہمارے ذرائع ابلاغ کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ محض خبروں کی سنسنی خیز اشاعت کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل میں پاکستانی قوم کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کریں؟ ہر سال ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے بے شمار قیمتی اشتہار شائع کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح الیکٹرانک میڈیا پر ''ویلنٹائن ڈے'' کے حوالے سے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اوباش نوجوانوں کی طرف سے شریف لڑکیوں کے نام پیغام نشر کیے جاتے ہیں، اسی طرح کچھ ''روشن خیال'' نوجوان لڑکیاں بھی اپنے عاشقوں کے نام پیغام نشر کراتی ہیں۔ گویا جس طرح ہمارا میڈیا بے حیائی کے اس کلچر کو کوریج دیتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ بے حیائی کے اس پروگرام کو پھیلانے میں مغربی ممالک کی طرف سے میڈیا کو خاص ہدف سونپا گیا ہے۔

بے حیائی کو فروغ دینے میں موبائل فون کمپنیاں بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ایسے موقع پر ان کمپنیوں کی طرف سے بھی عجیب وغریب قسم کے ایس۔ ایم۔ ایس بھیجے جاتے ہیں۔ ٹاک میسجز اور کارٹونز کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور: 15 فروری 2012ء کے مطابق سیاستدانوں کی اکثریت نے بھی بے غیرتی کے اس کلچر میں پورا پورا حصہ لیا۔ انھوں نے بھی خوب جوش و خروش سے ویلنٹائن ڈے منایا اور اس بات کا ثبوت دیا کہ ہمارا تعلق ''محمد رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ ''سے نہیں بلکہ جنسی بے راہ روی کے علمبردار مسیحی راہب ''ویلنٹائن'' سے ہے۔ صاحب اقتدار طبقے کی اس روش پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوانوں کو لہو ولعب اور جنسی بے راہ روی سے بچانے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر گلاب کے پھول اور کارڈز کی خرید وفروخت پر پابندی عائد کرے۔ اخبارات کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے کسی قسم کے اشتہارات اور پیغامات شائع نہیں کریں گے۔ ویلنٹائن ڈے اور اس جیسی بے ہودہ سرگرمیاں جو اسلامی اخلاقیات کا جنازہ نکال دیں، ان کے متعلق حکومت کو خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے بھی گزارش ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں۔ نئی نسل کی جنسی آوارگی کی طرف رہنمائی کرنے کے بجائے ان کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ انھیں اس بات سے آگاہ کریں کہ جس راہ پر تم چل نکلے ہو اس کے نتائج بہت خطرناک ہیں۔

تعلیمی اداروں کے منتظمین اور اساتذہ کرام کے نام بھی یہ پیغام ہے کہ تعلیم کے حصول کے لیے آنے والے بچے آپ کے پاس امانت ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی بھیجتے ہیں تو ان کا مقصود ان کو اچھی تعلیم دلوانا ہوتا ہے نہ کہ ان کے اخلاق کا جنازہ نکلوانا۔ اب آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والی نئی نسل کی اخلاقی تربیت کریں۔ انھیں حیا باختہ تہواروں کے بارے میں آگاہ کریں کہ ہمارے مذہب اور ہماری معاشرتی اقدار کا ان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب یورپی تہذیب ہے جو ہمارے صاف ستھرے چہرے کو مسخ کرنا چاہتی ہے۔

حکومت، میڈیا اور تعلیمی اداروں کے منتظمین و اساتذہ کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔ انھیں ان بے ہودہ تہواروں سے لاتعلق رہنے کی تلقین کریں اور ان دنوں ان کی خصوصی نگرانی بھی کریں کہ کہیں وہ شیطان کے جال میں پھنس کر کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھیں۔

یاد رکھیں! اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور تمام ذمہ داران اخلاقیات کے دشمن ان تہواروں سے صرفِ نظر کرتے رہے تو آج مغرب جس ناگفتہ بہ صورتِ حال سے دوچار ہے وطنِ عزیز بھی اس روگ میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ یورپ حیا سے عاری ان تہواروں کے نتائج دیکھ چکا ہے۔ اگر ان حیا سوز تہواروں کے آگے بند نہ باندھا گیا تو ہم بھی اس عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ یورپ میں بھی یہ سب کچھ ایک سال میں نہیں ہو گیا تھا، ان کے ہاں بھی خاندانی نظام کی تباہی اور جنسی بے راہ روی آہستہ آہستہ فروغ پذیر ہوئی۔ یورپ کے دانشور خاندانی نظام کی بحالی کی دہائی دے رہے ہیں مگر اب پانی ان کے سروں سے گزر چکا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت ایک مخصوص طبقہ اس خطرناک اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہے، ہماری آبادی کی اکثریت اس زہر کی کڑواہٹ سے اب تک محفوظ ہے۔ ابھی وقت ہے کہ آگے بڑھ کر چند شاخوں کو لگی آگ کو بجھا دیا جائے، ورنہ یہ آگ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی.....!!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسم خزاں

موسم خزاں بھی قدرتی موسموں میں سے ایک ہے۔ اسے پت جھڑ کا موسم بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا موسم گرما کے بعد اکتوبر کے مہینے میں ہوتی ہے۔ غالباً سب سے کم دورانیہ اس موسم کا ہوتا ہے۔ اس بنا پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ موسم خزاں موسم سرما کا ابتدائیہ ہوتا ہے۔ موسم خزاں کی نسبت سے بھی شرعی تعلیمات موجود ہیں۔ موسم خزاں کا ایک خاص عنصر درختوں کے پتے جھڑنا ہے۔ اس بارے میں شرعی تعلیمات کیا ہیں؟ اور ہمارے لیے اس موسم میں کیا کیا پند و نصائح پنہاں ہیں؟ آیئے اس بارے میں جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت

موسم خزاں میں ایک درمیانی قد و قامت کے حامل درخت سے بے شمار پتے گرتے ہیں۔ ایسے ہی درختوں پر مشتمل ایک ایکڑ باغ کے درختوں سے جھڑنے والے پتوں کا اندازا لگانا بہت مشکل ہے۔ پوری کائنات میں کس قدر درخت ہیں اور ان سے کتنے پتے جھڑتے ہیں ان کا شمار کرنا تو بالکل ہی ناممکن ہے۔ البتہ ایک ہستی ایسی ہے جو کائنات میں موجود ہر درخت سے گرنے والے ہر پتے کے بارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جانتی ہے۔ وہ گرنے والا پتہ دن کے اجالے میں گرے یا اندھیری رات میں، اس ذات کو اس کا بخوبی علم ہے۔ وہ ذات اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا﴾

''جو بھی پتہ گرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔''[1]

اس سے اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کا اندازا لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس قدر وسیع علم کا مالک ہے کہ کوئی بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے، لہٰذا ہر شخص کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہیے کہ وہ جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔ چاہے وہ نیک عمل کرے یا برا، وہ رات کے اندھیرے میں کرے یا دن کے اجالے میں، وہ تنہائی میں کرے یا کسی بہت بڑے مجمعے میں، وہ زبان سے کوئی لفظ بولے یا اشاروں کنایوں میں، اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور فرشتے اسے درج کر رہے ہیں۔

گناہوں کا جھڑنا

موسم خزاں میں پتوں کا جھڑنا اس موسم کا خاصہ ہے۔ جب پتے خشک ہو جائیں تو تھوڑی سی بھی ہوا چلنے سے بڑی تعداد میں پتے نیچے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص جب کسی ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا جائے تو بڑی مقدار میں پتے نیچے گرتے ہیں۔ پتوں کے اس طرح جھڑنے کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کے گناہوں سے تشبیہ دی ہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردی کے موسم

[1] الأنعام 59:6.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایک دن باہر نکلے، ان دنوں پت جھڑ کا موسم تھا۔ آپ ﷺ نے درخت کی ایک ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا تو پتے جھڑنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان بندہ جب اللہ کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔''[1]

گویا اہل ایمان کو سمجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پت جھڑ کے موسم کا انتخاب کیا۔ آپ ﷺ نے عملی طور پر گناہوں کے جھڑنے کی مثال سمجھائی اور اہل ایمان کو اس بات کی ترغیب دلائی کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے نماز کی ادائیگی کریں۔

صفائی کا خاص خیال رکھیں

ہمارے ہاں یہ جملہ بکثرت لکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ یہ صرف ایک جملہ ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ»

''صفائی نصف ایمان ہے۔''[2]

اس صفائی سے ظاہری اور معنوی دونوں طرح کی صفائی مراد ہے۔ ظاہری صفائی سے مراد آدمی کا اپنے آپ اور اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہے۔ معنوی صفائی سے مراد ایک انسان کا اپنے آپ کو شرک کی نجاست اور دیگر گناہوں کی پلیدگی سے محفوظ رکھنا ہے۔

---

① صحيح الترغيب والترهيب للألباني: 384. ② صحيح مسلم: 223.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویسے تو ہر موسم میں ہی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے، البتہ موسم خزاں میں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ اس موسم میں درختوں کے پتے مسلسل گرتے رہتے ہیں جس سے گندگی پھیلتی رہتی ہے۔ اگرچہ بار بار صفائی کرنا دشوار ہوتا ہے لیکن اگر صفائی کرنے سے پہلے درخت کی ٹہنیوں کو ہلالیا جائے تو خاصی حد تک اس پریشانی سے بچا جا سکتا ہے۔ اس طرح جو پتے گرنے کے قریب ہوں گے وہ پہلے ہی گر جائیں گے اور بار بار صفائی کی مشقت نہیں اٹھانا پڑے گی۔

مسلمان پر خزاں نہیں

اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں بہار ہی بہار ہے خزاں نام کی کوئی چیز نہیں۔ ایک مسلمان چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر بھی بہت زیادہ اجر حاصل کر سکتا ہے۔ گویا یہ نیکیوں کی بہار ہے جو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کی گئی ہے۔ ایک مسلمان پر خزاں کا موسم نہیں آتا۔ اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے کی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجلس لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مجلس میں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجلس میں موجود تمام لوگوں کو ایک پہیلی ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ»

''ایک درخت ایسا ہے جس کی مثال ایک مومن کی طرح ہے۔ اس کے پتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں جھڑتے۔ تم مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ پہیلی ڈالی تو کسی صحابی کو بھی اس کا جواب نہیں آ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے یہ پہیلی ڈالی تو وہ درخت بالکل ہمارے سامنے تھا مگر صحابہ نے اپنے ذہن جنگل کی طرف دوڑا دیے۔ میرے ذہن میں فوراً اس کا جواب آ گیا کہ وہ یہی درخت ہو سکتا ہے مگر مجھے شرم آ گئی کہ اکابر صحابہ کرام کی موجودگی میں میں جواب دوں۔ جب نبی ﷺ کے بار بار پوچھنے پر کسی نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هِيَ النَّخْلَةُ»

''وہ کھجور کا درخت ہے۔''[1]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے۔ جس طرح کھجور کے درخت پر خزاں کا موسم نہیں آتا اور سارا سال پتے سرسبز رہتے ہیں اسی طرح ایک مسلمان تھک ہار کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ سارا سال نیکیوں کی بہار سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔

پت جھڑ.....ایک غور طلب پہلو

پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے بالکل سوکھ کر گر جاتے ہیں اور درخت ٹہنیوں کے ایک ڈھانچے کا منظر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ گویا یہ بڑھاپے کی ایک کیفیت ہے جو درختوں پر طاری ہوتی ہے۔ درختوں کی اس بدلتی ہوئی کیفیت میں

[1] صحيح البخاري:61.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان کے لیے ایک اہم سبق پنہاں ہے۔ وہ یوں کہ جس طرح ایک سرسبز و شاداب درخت کے پتے جھڑ جھڑ کر ختم ہو جاتے ہیں بعینہٖ ایک انسان کی زندگی کے ایام بھی ایک ایک کر کے ختم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ انسانی زندگی اپنے اختتام کو پہنچ جائے گی۔ اس دنیاوی زندگی کے بعد انسان کا ٹھکانہ قبر ہے جو آخرت کے مختلف مراحل میں سے پہلا مرحلہ ہے۔ جو اس مرحلے پر کامیاب ہو گیا اس کے لیے اگلے مراحل طے کرنا بھی آسان ہو گا۔ اگر کوئی شخص اس مرحلے میں نجات نہ پا سکا تو اگلے مراحل کو طے کرنا اس کے لیے اس سے بھی دشوار ہو گا۔ [1]

الغرض ہر شخص کو سوکھتے ہوئے ان بلند و بالا درختوں سے سبق سیکھنا چاہیے اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو کارآمد بنانا چاہیے۔ اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جس طرح ان درختوں کا ایک ایک پتہ جھڑ کر سارے پتے ختم ہو رہے ہیں بعینہٖ اس کی زندگی کے ایام بھی ایک ایک کر کے ختم ہونے والے ہیں۔ یہی اس موسم کا ایک انسان کے نام پیغام ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجة: 4267.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورج گرہن اور چاند گرہن

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ انھی نعمتوں میں سے سورج اور چاند ہیں۔ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝﴾

''اور تمھارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو مسلسل چل رہے ہیں اور تمھارے لیے رات اور دن کو مسخر کیا۔''[1]

موسموں کی تبدیلی میں ان کا بڑا عمل دخل ہے۔ سورج رات کی تاریکی کو ختم کر کے دن کا اجالا لاتا ہے تو چاند رات کے اندھیرے میں ہلکی ہلکی روشنی پیدا کر کے ایک سحر انگیز منظر پیش کرتا ہے۔ اگر صرف سورج اور چاند کے فوائد کو شمار کیا جائے تو یہ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ سورج اور چاند اگرچہ اپنے اندر بے شمار فوائد سمیٹے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ان کے یہ تمام فوائد چھین لیتا ہے اور انھیں بے نور کر دیتا ہے۔ سورج اور چاند کے اس طرح بے نور ہونے کو کسوف اور خسوف کہا جاتا ہے۔ اردو میں اس کے لیے عام طور پر سورج گرہن اور چاند گرہن کی

① ابراھیم 33:14.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

دور جاہلیت کا گمراہ کن نظریہ

جاہلی معاشرے میں سورج گرہن یا چاند گرہن کے بارے میں ایک باطل نظریہ پایا جاتا تھا۔ وہ نظریہ یہ تھا کہ سورج یا چاند کا بے نور ہونا کسی بڑی شخصیت کے فوت ہو جانے پر یا کسی بڑی شخصیت کے پیدا ہونے پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں بھی یہ خیال ابھرنے لگا کہ آج ایک بڑی شخصیت کا انتقال ہوا ہے اسی لیے سورج کو گرہن لگا ہے۔ وہ بڑی شخصیت رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ جس دن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسی دن سورج کو بھی گرہن لگ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں جب یہ خیال پیدا ہوا تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ایک مختصر مگر جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ»

”یہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی شخصیت کے فوت ہونے یا پیدا ہونے پر بے نور نہیں ہوتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں پر اپنا خوف بٹھانا چاہتا ہے تو ان کو بے نور کر دیتا ہے۔“[1]

① صحيح البخاري:1048-1060.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گویا رسول اللہ ﷺ نے دور جاہلیت کے اس گمراہ کن عقیدے کی نفی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات سے آگاہ کیا کہ سورج اور چاند کا بے نور ہونا اللہ تعالیٰ کی منشا پر قائم ہے۔ کسی شخصیت کے فوت ہونے یا پیدا ہونے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک اہم نکتہ

رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی اصلاح کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ خاص تر عقیدہ توحید کے حوالے سے آپ ﷺ ذرہ برابر بھی لچک نہیں دکھاتے تھے۔ چاہے کوئی خوشی کا موقع ہوتا یا غمی کا، اگر آپ ﷺ کوئی ایسا کام دیکھتے جس سے عقیدہ توحید پر ضرب لگتی ہے تو آپ ﷺ اپنی خوشی یا غمی کی پروا کیے بغیر فوراً اس کا تدارک کرتے۔ یہ موقع بھی آپ ﷺ کی بہت بڑی غمی کا موقع تھا۔ آپ ﷺ ایک بہت بڑے غم کے اندر مبتلا تھے۔ یہ غم آپ ﷺ کے پیارے لخت جگر سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم تھا۔ اسی روز آپ ﷺ کا پیارا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تھا اور اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ صحابہ کرام کے عقیدے میں خرابی پیدا ہو رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے غم اور پریشانی کو پس پشت ڈال کر فوراً اپنی امت کی اصلاح کی اور انھیں صحیح عقیدے کی پہچان کرائی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عقیدہ توحید دین اسلام میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ نے عقیدہ توحید کی اصلاح میں نہ تو کبھی مصلحت پسندی کو آڑے آنے دیا اور نہ ہی کسی غم یا پریشانی کی بنا پر اس معاملے کو لیٹ کیا۔ اس میں پوری امت کے لیے ایک سبق پنہاں ہے کہ حالات جیسے بھی کیوں نہ ہوں عقیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توحید میں کسی طور کمی واقع نہ ہونے دی جائے۔

سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کو نصیحت

اللہ تبارک وتعالیٰ جب اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھاتا ہے تو اہل ایمان کے دل بہت نرم ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی نصیحت کی جائے تو دل بہت جلد اسے قبول کرتا ہے۔ جب سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی امت کو ایک عظیم نصیحت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی شخص کی موت یا پیدائش کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم ایسی کوئی کیفیت دیکھو تو اللہ کو پکارو، اللہ کی کبریائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا»

''اے امت محمدیہ! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ (اللہ کو اس بات سے بہت غیرت آتی ہے کہ) اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کا ارتکاب کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم! جو چیز (عذاب قبر اور قیامت کے بارے میں) میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تمھاری ہنسی کم اور رونا زیادہ ہو جائے۔''[1]

---

[1] صحيح البخاري: 1044.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے زنا سے بچنے کی تلقین کرنے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ سورج یا چاند کے گرہن لگنے کا ایک سبب زنا کی کثرت بھی ہوسکتا ہے۔ جب ایسے گناہوں کی کثرت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے اپنی یہ بڑی بڑی نشانیاں دکھاتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل نصیحتیں ارشاد فرمائیں:

① اللہ تعالیٰ سے دعا و استغفار کرو۔

② اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی بیان کرو۔

③ نماز ادا کرو۔

④ صدقہ و خیرات کرو۔

⑤ ایک روایت میں فَاذْكُرُوا اللّٰهَ کے الفاظ ہیں کہ اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔

سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی کیفیت

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے اس ڈر سے کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔[1]

رسول اللہ ﷺ سورج کی یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گئے اور اللہ کا ڈر اور خوف آپ ﷺ کے دل میں پیدا ہوا اور آپ ﷺ فوراً نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت نماز ادا کرنے کے بجائے ساحل سمندر اور بلند و بالا چھتوں کا رخ کرتی ہے کہ سورج گرہن کا صحیح طرح

① صحيح البخاري: 1059.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نظارہ کیا جا سکے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ فوراً اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا جائے مگر ہمارے ہاں اسے تفریح کا سامان سمجھ لیا گیا ہے۔

سورج گرہن کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خاص کر عورتوں کو نصیحت

جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے باجماعت نماز ادا کی۔ دوران نماز رسول اللہ ﷺ تھوڑا سا آگے بڑھے اور پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹے۔ جب نماز مکمل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وعظ و نصیحت کی۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے نماز میں آپ کو دیکھا کہ آپ پہلے آگے بڑھے اور پھر پیچھے ہٹے (اس کی کیا وجہ ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا وَلَو أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَأُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ»

”میں نے اس وقت جنت کو دیکھا تھا۔ میں نے اس کا ایک خوشہ لینے کی کوشش کی تھی۔ اگر میں وہ خوشہ لینے میں کامیاب ہو جاتا تو تم رہتی دنیا تک وہ خوشہ کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا۔ اس دوران میں مجھے جہنم بھی دکھائی گئی۔ میں نے اس سے بھیانک اور خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں دیکھا کہ عورتوں کی اکثریت ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! جہنم میں عورتوں کی کثرت کی کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے کفر کی وجہ سے۔'' صحابہ نے پوچھا؟: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ»

''اپنے شوہر اور (شوہر کے) احسانات کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تم زندگی بھر ان کی فرمائشوں کو پورا کرتے رہو لیکن ایک موقع پر فرمائش پوری نہ کر سکے تو وہ فوراً یہ کہنا شروع کر دیتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی تمھارے پاس سکون یا بھلائی نہیں دیکھی۔''[1]

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو یہ نصیحت کی کہ اپنے شوہروں کی ناشکری سے بچیں۔ اگر کوئی فرمائش پوری نہ ہو سکے تو اس کے زندگی بھر کے احسانات پر پانی نہ پھیر دیا کرو بلکہ تحمل اور بردباری سے کام لیا کرو۔ جہنم میں عورتوں کی کثرت کی ایک وجہ ان کا اپنے شوہروں کی شکر گزار نہ ہونا بھی ہے۔

سورج گرہن کے وقت عذاب قبر سے پناہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن سورج گرہن ہوا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ کیا۔ اس وعظ میں آپ ﷺ نے عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا۔[2]

سورج گرہن اور عذاب قبر میں مناسبت یہ تھی کہ جس طرح سورج گرہن سے

---

① صحيح البخاري: 1052. ② صحيح البخاري: 1050.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندھیرا چھا جاتا ہے گناہ گار آدمی کی قبر میں بھی ایسے ہی اندھیرا ہوگا۔ اس مناسبت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

نماز کسوف وخسوف کا طریقہ

سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت سب سے اہم کام نماز کی ادائیگی ہے۔ اس نماز کو نماز کسوف یا نماز خسوف کہا جاتا ہے۔ اس نماز کا طریقہ عام نمازوں سے ذرا ہٹ کر ہے۔ احادیث میں اس نماز کا طریقہ یوں بیان ہوا ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو یوں نماز پڑھائی: آپ ﷺ نے نماز شروع کرنے کے بعد لمبا قیام کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے لمبا رکوع کیا۔ رکوع کے بعد آپ ﷺ نے دوبارہ لمبا قیام کیا مگر یہ دوسرا قیام پہلے قیام سے تھوڑا کم تھا، پھر آپ نے دوسرا رکوع کیا۔ آپ کا یہ رکوع بھی طویل تھا مگر اس میں پہلے رکوع کی نسبت طوالت کم تھی، پھر آپ ﷺ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور پھر دو طویل سجدے کیے۔ دوسری رکعت بھی آپ ﷺ نے اسی طرح ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے گرہن کھل چکا تھا اور سورج اپنی اصلی حالت میں آ گیا تھا۔[1]

اس نماز میں زائد چیز یہ ہے کہ ایک رکعت میں دو قیام اور دو رکوع ہیں۔ دو قیام اور دو رکوع پہلی رکعت میں اور اسی طرح دو قیام اور دو رکوع ہی دوسری رکعت میں۔ اس میں تمام ارکان طوالت کے ساتھ ادا کیے جائیں تاکہ ان کی ادائیگی کے دوران ہی سورج یا چاند اپنی اصلی حالت پر آ جائے۔

[1] صحيح البخاري: 1044

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

زیرِ نظر رسالہ نافعہ ومفیدہ، تلمیذی العزیز مولانا شبیر صدیق ﷾ کی علمی کاوش کا نہایت عمدہ شاہکار ہے، جس میں سال کے چاروں موسموں (گرما، سرما، خزاں اور بہار) کے تعلق سے ضروری معلومات کے ساتھ ساتھ، کتاب وسنت کی روشنی میں ان موسموں سے صحیح طریقے سے استفادہ کے امکانات ومواقع کا جائزہ لیا گیا ہے۔

انسان دنیا کے کسی کونے میں چلا جائے، کوئی نہ کوئی موسم ضرور ملے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عظیم مظاہر میں سے ہے کہ ایک ہی وقت میں کہیں موسم گرما ہوتا ہے اور کہیں موسم سرما، کہیں بہار ہوتی ہے تو کہیں خزاں۔

ایسے میں اس کتاب کی اہمیت دوچند بڑھ جاتی ہے۔ کسی بھی مقام یا کسی بھی موسم کے لیے، اس کتاب کی مدد سے انتہائی مناسب پیش بندی ممکن ہو جاتی ہے، ہر آنے والے موسم کے لیے شرعی ہدایات کا انمول ذخیرہ پیش نظر رہتا ہے، چنانچہ اگر موسمِ گرما ہو تو گرمیوں سے استفادہ کے لیے شریعت نے کون سے کون سے پہلو اجاگر کیے ہیں اور موسمِ سرما کی صورت میں سردیوں سے استمتاع کے کیا کیا شرعی مواقع موجود ہیں۔

ہم اس عظیم کاوش پر مولانا شبیر صدیق کے شکر گزار بھی ہیں اور دعا گو بھی۔

اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا اور انتہائی نافع پایا، اسلوب کی سلاست، روانی اور شستگی ہر جگہ نظر آئی۔ امید قوی ہے قارئین اس کتاب سے پوری طرح مستفید ومحظوظ ہوں گے، نیز یہ بھی پوری پوری امید ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر گاہے بگاہے لکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ان کے لیے، نیز ان کے والدین واساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے، میزانِ حسنات کی ایک بھاری بھرکم نیکی بنا دے اور کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنا دے۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾